رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۶۱

Regd. No. L. 861

اقتربت الساعۃ

رحمۃ للعالمین

لقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

ہفت روزہ

بدر

قادیان

ایڈیٹر
صلاح الدین ملک
ایم۔ اے

اسسٹنٹ ایڈیٹر:-
محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ
چھ روپے
فی پرچہ
۲/۰

جلد ۳ | ۲۸ ہجرت ۱۳۳۳ ہش ـ ۲۴ رمضان ۱۳۷۳ھ ـ ۲۸ مئی ۱۹۵۴ء | نمبر ۲۱

حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت کے متعلق ذیل کی اطلاعات موصول ہوئی ہیں:

ربوہ ۱۴ رمئی۔ حضور کو کل نقرس کی تکلیف میں کمی رہی اور طبیعت بہتر رہی۔

۱۵ رمئی۔ آج دائیں طرف انتڑی میں سخت درد ہے۔

۱۶ رمئی۔ کل حضور کو پیٹ کے دائیں طرف سا درد رہا جو شام کو شدت اختیار کر گیا جس سے شبہ ہے کہ اپنڈے سائٹس کا دورہ نہ ہو۔ مگر اللہ تعالےٰ کے فضل سے بخار نہیں اور نہ ہی دوسری علامات اپنڈے سائٹس کی ہیں۔ تاہم جگہ کے لحاظ سے اس کا ڈر ہے۔

۱۸ رمئی۔ کل خدا تعالےٰ کے فضل سے حضور کو پیٹ کی درد میں افاقہ رہا۔

۲۰ رمئی۔ کل حضور کی طبیعت خراب رہی۔ پیٹ میں ہلکی درد ابھی جاری ہے اور اجابت کھل کر نہیں ہو رہی۔ کبھی قبض کبھی پیچش ہو جاتی ہے۔

۲۱ رمئی۔ کل حضور کی طبیعت اللہ تعالےٰ کے فضل سے نسبتاً بہتر رہی۔ درد میں بھی افاقہ رہا۔

محترم شیخ عبدالحمید صاحب عاجز ناظر امور عامہ جو ۲۵ رمئی ربوہ سے آئے ہیں بیان کرتے ہیں کہ حضور نے ۲۱ رمئی کا جمعہ پڑھایا۔ فالحمد للہ حمداً کثیراً۔ زخمی ہونے کے بعد یہ پہلا جمعہ ہے جو حضور نے پڑھایا ہے۔

۲۵ رمئی بعد کو حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب ایم اے ایڈیشنل ناظر اعلیٰ ربوہ بذریعہ تار مطلع فرماتے ہیں کہ کل حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کے پاؤں میں نقرس کا درد رہا۔

احباب کرام حضور کی صحت عاجلہ کاملہ کے لئے اپنی درد مندانہ دعائیں جاری رکھیں

بعثت حضرت مسیح موعودؑ

آج ۲۶ رمئی کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر چھیالیس سال گذرتے ہیں۔ اور آپ کی ولادت پر ایک سو اُنیس سال۔ آپ نے پینسٹھ سال قبل اللہ تعالےٰ کے ارشاد سے امت محمدیہ میں اپنی تحریک کی بنیاد رکھی۔ آپ کا مقام ایسا ہی ہے جیسے موسوی سلسلہ میں حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کا تھا۔ جیسے حضرت مسیح ناصریؑ موسوی شریعت کے تابع تھے حضرت مسیح موعودؑ بھی شریعت محمدیہ کے تابع ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زمانہ کے متعلق خبر دی تھی کہ اس میں فتنوں کی کثرت ہوگی۔ اسلام نام کا رہ جائے گا قرآن مجید پر عمل نہ ہوگا۔ علماء جن کا کام ارشاد و ہدایت ہے خود رشد و ھدیٰ سے بے بہرہ ہو جائیں گے گویا ایمان زمین سے اُٹھ چکا ہوگا۔ اس وقت مسلمانوں کے عقائد و اعمال کی اصلاح اور دیگر مذاہب پر اسلام کو غلبہ دینے اور ضروریات زمانہ کے مطابق معارف قرآنیہ کے اظہار اور اقوام عالم کو ایک دین پر جمع کرنے اور ایک ایسے نظام کے قیام کے لئے جو حقوق اللہ اور حقوق العباد کے لحاظ سے بہترین بنیاد پر قائم ہو۔ مثیل مسیح جو مہدی بھی ہوں گے تشریف لائیں گے۔

اس وقت دنیا میں بدی کا دور دورہ ہے اور کوئی گناہ نہیں جو کسی سابق نبی کے زمانہ میں ہوتا تھا اپنی بھیانک شکل میں رونما ہو چکا ہو۔ باوجود انتہائی مادہ پرستی کے سنجیدگی کے لمحات میں ہر قوم کے ہمدرد بہی خواہ اس امر کا اعتراف کرتے ہیں کہ دنیا روحانی طور پر تباہ ہو چکی ہے۔ مزید تباہی کی طرف نہایت تیزی سے جا رہی ہے۔ ایسے زمانہ میں حضور پر نور مبعوث ہوئے۔ دجال جیسے غیر معمولی گروہ نے جس سے ہر نبی اپنی جماعت کو ڈراتا آیا تھا اور اس کے اعیان و مددگاروں نے ہر طرح کے جبل و فریب سے مزاحمت کی۔ طاغوتی طاقتوں نے ہر طرح مقابلہ کیا لیکن حضور کی زندگی کی کتاب کا ہر ورق انا لننصر رسلنا والذین اٰمنوا فی الحیاۃ الدنیا کے عظیم الشان نشانات سے مزین ہے۔ ابھی وہ پاک نفس ہمارے درمیان موجود ہیں۔ جنہوں نے اس مقدس نبیؑ کو اور اسلام کے جلیل جلیل کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اپنے کانوں سے حضور سے وحی سنی۔ حضور سے مصافحہ کیا یا معانقہ کا شرف حاصل کیا۔ جن کو حضور اپنے دار البرکات سے یا الوداع کہنے دور تک تشریف لے جاتے تھے تازہ بتازہ وحی ان کو سناتے تھے یا اخبارات میں شائع کرنے کے لئے عنایت فرماتے تھے جیسیوں مرتبہ ان صحابہ نے رات حضور سے الہام یا رؤیا سنے اور تھوڑی دیر بعد صبح کو فلق الصبح کی مانند پورے ہوتے دیکھے حضور کے اخلاق عالیہ کا مطالعہ کیا۔ اور اس حقیقت تک علیٰ وجہ البصیرت پہنچے کہ اللہ تعالیٰ نے اگر اس زمانہ میں آپ کو مہدی و ہادی بنایا تو دراصل آپ کے سوا کوئی اور اس کا اہل نہ تھا۔ حضور کا مشن دنیا بھر میں کامیاب ہو رہا ہے۔ اور اس کی دھاک کو دوست و دشمن تسلیم کر رہے ہیں۔ ان کے غرباء جو کہ جماعت کا اکثر حصہ ہیں باوجود تنگی کے اشاعت اسلام کے لئے اپنی آمد خرچ کرتے ہیں جس سے اسلام کا باغ پھر شاداب ہو رہا ہے۔ اور منتظر ثمرات حسنہ ہوا جا رہا ہے۔ جماعت کی اخلاقی بہتری کا ہر ایک قائل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا کرے کہ حضور کے مشن کو باحسن طریق دنیا کے کناروں تک پہنچا سکیں اور اللہ تعالےٰ حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو صحت و سلامتی سے عمر دراز عطا کرے کہ جن کی زمام قیادت میں سلسلہ دن دوگنی رات چوگنی ترقی کر رہا ہے۔ آمین۔ اللّٰھم صل علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد وبارک وسلم انک حمید مجید۔

اخبار احمدیہ

قادیان ۲۴ رمئی۔ حضرت بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی قلیل عرصہ کے لئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے سٹیشن قادیان پر احباب سمیت دعاؤں کے ساتھ الوداع کہا۔ احباب بخیریت واپسی کے لئے دعا فرمائیں۔

۲۶ رمئی مکرم مولوی عبدالرحمن صاحب فاضل ناظر اعلیٰ و امیر مقامی کو ابھی کامل صحت نہیں ہوئی۔ نیز مکرم شیخ محمد حسین صاحب پنشنر قانونگو (سابق صدر دارالفضل) بھی بدستور بیمار ہیں۔ دونوں کے لئے احباب دعا فرمائیں۔

محترمہ بیگم صاحبہ جناب صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب بفضلہ تعالےٰ اب خیریت سے ہیں۔

مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب نے درس القرآن تا آخر سورۃ توبہ ختم کیا پھر ایک دن مکرم قریشی عطاء الرحمن صاحب آڈیٹر و سیکرٹری بہشتی مقبرہ نے اور چار دن مکرم مولوی عبدالحق صاحب متعلم جامعۃ المبشرین نے اور پانچ دن مکرم مولوی محمد صادق صاحب ناصر متعلم جامعہ مذکورہ نے درس دیا۔ اب اکیسویں پارہ سے مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب قادیانی فاضل انچارج جامعۃ المبشرین درس دے رہے ہیں مسجد مبارک میں چار۔ مسجد اقصےٰ میں پانچ اور مسجد ناصر آباد میں ایک دوست اعتکاف بیٹھے ہیں۔

قادیان میں شدید گرمی پڑ رہی ہے۔ یہاں گندم کا نرخ پونے دس روپے تک پہنچ گیا ہے۔

ربوہ سے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب دام فیضہم کا تار موصول ہوا ہے کہ آپ بوجہ علالت طبع رخصت پر ہیں۔ احباب صحت عاجلہ کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

ربوہ۔ مکرم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی کو قدرے افاقہ ہے۔ احباب ان کی صحت عاجلہ کاملہ کے لئے بھی دعا فرمائیں

زائرین قادیان

۱۴ رمئی۔ عمر الدین صاحب درویش کے برادر نسبتی ڈاکٹر نظیر احمد صاحب واقف زندگی اپنی والدہ محترمہ نیاز بیگم صاحبہ اہلیہ محترم مولوی فضل الدین صاحب (سابق سکنہ بنگہ) کانپور سے آئے۔

۱۶ رمئی۔ ایک غیر احمدی دوست حسن الحسن صاحب نقوی ڈسٹرکٹ ریلوے ڈویژنل آفس

(باقی صفحہ ۱۲ کالم ۳)

بھائی عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق اخبارات کے ریویو

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر جو ریویو غیراز جماعت اخبارات نے لکھے ان میں سے بعض درج ذیل ہیں۔ ان سے معلوم ہو سکتا ہے کہ حضور کا کردار اور تبلیغی کام ان کی نظر میں کتنا اعلیٰ پایہ کا تھا۔

(۱) اخبار "وکیل" امرتسر نے لکھا۔

"وہ شخص بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو۔ وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا۔ جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار اُلجھے ہوئے تھے اور جس کی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں۔ وہ شخص جو مذہبی دنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا۔ جو شور قیامت ہو کر خفتگانِ خوابِ ہستی کو بیدار کرتا رہا۔۔۔۔ دنیا سے اُٹھ گیا۔۔۔۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی رحلت اس قابل نہیں کہ اس سے سبق حاصل نہ کیا جائے۔ ایسے شخص جن سے مذہبی یا عقلی دنیا میں انقلاب پیدا ہو ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے۔ یہ نازش فرزندانِ تاریخ بہت کم منظرِ عالم پر آتے ہیں۔ اور جب آتے ہیں تو دنیا میں ایک انقلاب پیدا کر کے دکھا جاتے ہیں۔۔۔۔

مرزا صاحب کا لٹریچر۔۔۔۔ قبولِ عام کی سند حاصل کر چکا ہے۔ اور اس خصوصیت میں وہ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ اس لٹریچر کی قدر و عظمت آج جبکہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے۔ ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے۔۔۔۔۔۔ آئندہ امید نہیں کہ ہندوستان کی مذہبی دنیا میں اس شان کا شخص پیدا ہو۔"

(۲) لاہور کے اخبار "آریہ پتر کا" نے لکھا۔

"عام طور پر جو اسلام دوسرے مسلمانوں میں پایا جاتا ہے، اس کی نسبت مرزا صاحب کے خیالات اسلام کے متعلق زیادہ وسیع اور زیادہ قابل برداشت تھے۔"

(۳) لاہور کے آریہ اخبار "اندر" نے لکھا:۔

"مرزا صاحب اپنی ایک صفت میں محمد صاحب سے بہت مشابہت رکھتے تھے اور وہ صفت ان کا استقلال تھا خواہ وہ کسی مقصود کو لے کر تھا اور ہم خوش ہیں کہ وہ آخری دم تک اس پر ڈٹے رہے اور ہزاروں مخالفتوں کے باوجود ذرا بھی لغزش نہیں کھائی۔"

(۴) الہ آباد کے انگریزی اخبار "پائنیر" نے لکھا:۔

"اگر گذشتہ زمانہ کے اسرائیلی نبیوں میں سے کوئی نبی عالم بالا سے واپس آکر اس زمانہ میں دنیا میں تبلیغ کرے تو وہ بیسویں صدی کے حالات میں اس سے زیادہ غیر موزوں نہ معلوم ہوگا۔ جیسا کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی تھے۔۔۔۔

۔۔۔ مرزا صاحب کو اپنے دعوے کے متعلق کبھی کوئی شک نہیں ہوا اور وہ کامل صداقت اور خلوص کے ساتھ اس بات کا یقین رکھتے تھے کہ ان پر کلام الٰہی نازل ہوتا ہے۔ اور یہ کہ انہیں ایک خارق عادت طاقت بخشی گئی ہے۔۔۔۔

۔۔۔ ایک دفعہ انہوں نے بشپ ویلڈن ولشپ لیفرائے (ناقل) کو چیلنج دیا۔ (جس نے اسے حیران کر دیا) کہ وہ نشان نمائی میں ان کا مقابلہ کرے اور مرزا صاحب اس بات کے لئے تیار تھے۔ [illegible]

فیصلہ تحقیقاتی عدالت

تحقیقاتی عدالت نے جو فیصلہ صادر فرمایا ہے اس سے علماء کرام و بے عمل علماء کی کائنات پر پورا انقلاب اُٹھ چکا ہے۔ اور اپنے اور غیر سب حیرت سے انگشت بدندان ہیں۔ پہلے بھی بعض نوٹ اخبارات کے ہم درج کر چکے ہیں مزید ہفت روزہ "خدام" بنارس سے سنیئے

وہ اپنی اشاعت مورخہ ۲۱؍ ۵؍ ۵۴ء میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"پاکستانی تحقیقاتی عدالت کے ایک سوال کے جواب میں چند پاکستانی لیڈروں نے اس قسم کے بیانات دیئے ہیں جو ہند کی مسلم اقلیت کے لئے مضر ثابت ہو سکتے ہیں اگر وہ اپنی حکومت و دیگر باشندوں کی نگاہوں میں مشکوک ٹھہر سکتی ہے۔ مثلاً ہند کا مسلمان اپنے ملک اور حکومت کا کبھی بھی وفادار نہیں ہو سکتا۔ "اسلامیانِ ہند کے تحفظ کے لئے ہماری تلواریں میان سے نکل پڑیں گی۔" "ہندی مسلمان پاکستانی حملہ آوروں کا ساتھ دیں گے۔" کاش! پاکستانی ذمہ داروں نے اس قسم کے اُلٹے سیدھے بیانات دینے سے قبل یہ بھی غور فرمانے کی زحمت گوارا کی ہوتی کہ ان بیانات سے ہند کی حکومت اور دوسرے باشندے مسلم اقلیت کے بارے میں کس قسم کے خیالات قائم کرنے پر مجبور ہوں گے۔ زعماء پاکستان نے ہندی مسلمانوں کے ساتھ دوستی نہیں بلکہ دشمنی کا ثبوت پیش کیا ہے۔ اگر ان کی نیت سالم ہوتی اور ان کے دلوں میں اپنے ہندی مسلم بھائیوں کے لئے ہمدردی کا ذرا بھی جذبہ موجود ہوتا تو وہ اس قسم کے لچر بیانات دینے سے گریز کرتے اور ہند کی مسلم اقلیت کی راہ میں کانٹے بونے کی حماقت نہ کرتے۔ ہندی مسلمانوں پر اتنا کریہہ اور مکروہ الزام کون لگا رہا ہے؟ ہندی فرقہ پرست نہیں! بلکہ وہ حضرات الزام لگا رہے ہیں جو ہند کی مسلم اقلیت کی فکر میں گھلا کرتے ہیں۔ پاکستانیوں کو ہندی مسلمانوں کے بارے میں کوئی رائے قائم کرنے کا کیا حق ہے؟ ہندی مسلمان اپنے معاملات میں دوسروں کی دخل اندازی قطعی ناپسند کرتا ہے۔ وقت آنے پر پاکستانیوں کو صحیح پتہ چل جائے گا کہ ہندی مسلمان محب وطن ہے یا غدار! سرزمین کشمیر ہندی مسلمانوں کی جاں فروشی کی شاہد ہے۔

۲۶ رمئی (ہجرت)

(از مکرم قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل۔ حال مہاجر لاہور)

یہ حبیبس[1] کے کی یاد نے بےچین کر دیا
اک دل ہزار رنج و الم اس میں بھر دیا

لاہور میں پڑا ہوں نہ ربوہ نہ قادیاں
کب تک رہیگا مجھ پہ ستمگر کا سماں

وہ دن بھی یاد ہیں مجھے راتیں بھی یاد ہیں
عرفان و معرفت کی وہ باتیں بھی یاد ہیں

یادیں ہی رہ گئی ہیں نظارے کدھر گئے
پیری میں وہ جوان سہارے کدھر گئے

چاروں طرف سے گھیر لیا ہے فتور نے
یہ حال کر دیا ہے مرے کس قصور نے

وابستگانِ دامنِ مہدی ہیں ہم تمام
اور منتظر ہیں نصرتِ ربی کے صبح و شام

منظر بجرمِ عشق تو ام مے کشند کا
دیکھا ہے میری آنکھوں نے اے جانِ بار ہا

یہ انتہا کہ "بر سرِ بام آ" کردن تو کیا
منظور ہوگی اکملِ مہجور کی دعا؟

یحییٰ[1]، عمرؓ، حسینؓ کے سب طور دیکھ لو
قتلِ حسین ابنِ خلیل اور دیکھ لو

---

[1] سیدنا حضرت مصلح موعود کو نسبت ہے حسب پیشگوئیہائے سابق حضرت یحییٰؑ سے۔ حضرت عمرؓ سے اور حضرت حسینؓ سے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دنیز ابراہیم ہونے (ملیں ہیں میری بے شمار) فرزند گرامی ہونے اور درد دل انجعل الہام رب جلیل سے ابنِ خلیل کہلانے کے باعث۔ ان واقعات خصوصاً اس حادثہ فاجعہ کا پیش آنا۔ اور پھر اس میں حسب بشارات مسیح موعودؑ مخالف کا ناکام رہ جانا لازمی تھا۔ اور ڈیڑھ سال پیشتر حضور کو جو الہام انی متوفیک و رافعک الیّ ہوا تھا۔ اس میں علم بلاغت کے مطابق اخیٰ کی تقدیم یہ بتاتی تھی کہ میری وفات دیئے اور معنی وفات طبعی ہوگی نہ کہ کسی کے جارحانہ حملے سے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ نے آیت قرآنی کے متعلق مسیح بن مریم انی متوفیک کے متعلق یہی فرمایا ہے کہ انی متوفیک میں بتایا گیا ہے کہ موت طبعی اسباب سے ہوگی نہ کہ صلیب و قتل سے (اکمل)

نیز۔ حالاتِ زمانہ کے ماتحت بشپ صاحب جس طرح چاہیں اپنا اطمینان کریں کہ نشان دکھانے میں کوئی فریب اور دھوکا استعمال نہ ہو۔۔۔۔ وہ لوگ جنہوں نے مذہبی میدان میں دنیا کے اندر حرکت پیدا کر دی ہے وہ اپنی طبیعت میں انگلستان کے لارڈ بشپ کی نسبت مرزا غلام احمد صاحب سے بہت زیادہ مشابہت رکھتے ہیں۔۔۔۔

۔۔۔۔ بہرحال قادیان کا نبی ان لوگوں میں سے تھا جو ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے۔"

(مورخہ ۸/۵/۳)

اخبار احمدیہ بقیہ صلا

واپس چلے گئے۔ جو تحقیق حق کے لئے وہاں سے ۷ ارمئی کو قادیان آئے تھے۔

---

۲۴ رمئی لاہور سے احمد حسین صاحب درویش کے خالہ زاد بھائی خلیل احمد صاحب والد چوہدری وزیر محمد صاحب وسابق سکنہ دار رحمت قادیان زیارت کیلئے آئے

خطبہ عید الفطر

اسلام اور مسلمانوں کی عید اس بات میں ہے کہ

لوگوں میں مساوات قائم کر دی جائے

ہر احمدی کو قرآن کریم کا ترجمہ آنا چاہیئے

ازحضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

فرمودہ ۲۰ ماہ اخاء ۱۳۲۱ ہش مطابق ۲۰ اکتوبر ۱۹۴۲ء

(مرتبہ مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل)

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

اب

رمضان گرمیوں کی طرف

آرہا ہے۔ اور عید کی نماز ایسے وقت پر ہوتی ہے کہ جس میں گرمی زیادہ ہو جاتی ہے۔ اس لئے لازماً کچھ تو خطبوں کو چھوٹا کرنا پڑے گا۔ اور شائد اس لئے جگہ بدلنی بھی ضروری ہو۔ اور یا پھر زائد انتظام سائبانوں کا کرنا پڑے گا۔ اس لئے میں اس کے متعلق منتظمین کو ابھی سے توجہ دلاتا ہوں۔ آج باوجود اس کے کہ خدا تعالےٰ نے ... نازل کی تھی۔ کافی گرمی ہے۔ اور دھوپ میں کھڑا ہونا لوگوں کے لئے مشکل ہو رہا ہے۔ پس یا تو سائبان اور خریدے جائیں۔ اور وہ بھی آجکل خریدنے مشکل ہیں۔ اور یا پھر پہلے کی طرح نماز عید ہوا کرے اور یا پھر بہت جلدی نماز ہو جایا کرے۔ بہرحال آئندہ ان

تینوں صورتوں میں سے کوئی ایک صورت اختیار کرنی چاہیئے۔

آج میں جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ کہ عید کا دن جس کے معنے درحقیقت لوٹنے والے دن کے ہیں۔ ہمارے لئے بہت سے سبق رکھتا ہے۔ ان میں سے

ایک سبق

یہ بھی ہے کہ اسلام میں عید وہی ہوتی ہے۔ جس میں تمام ... جمع ہوتے ہیں۔ اور ... دور دور کے علاقہ کے لوگ ایک جگہ اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ ہماری جو چھوٹی عید کہلاتی ہے۔ وہ بھی ایسے ہی ہوا کرتی ہے۔ اور جو بڑی عید کہلاتی ہے۔ وہ بھی ایسی ... کرتی ہے۔ اور ہمارے جمعہ کا تو نام ہی جمعہ ہے۔ جس ... لوگوں کے اجتماع کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ اس کے خلاف دوسری قوموں کی عیدیں اس طرح نہیں ہوتیں۔ مثلاً

عیسائیوں میں کرسمس کی عید

ہوتی ہے۔ اس میں لوگ اس طرح جمع نہیں ہوتے اپنے اپنے گرجوں میں رشتہ دار بے شک اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ لیکن ہماری عیدوں کی طرح کسی ایک مقام پر سب لوگوں کا اجتماع ضروری نہیں ہوتا۔ اسی طرح بعض اور قوموں میں بے شک بعض مواقع پر اجتماع ہوتا ہے مثلاً دسہرہ وغیرہ ہے۔ مگر

وہ اجتماع مذہب کا حصہ نہیں ہوتا

یعنی ان کے مذہب نے یہ حکم نہیں دیا ہوتا۔ کہ دسہرے پر اکٹھے ہو جاؤ۔ بلکہ اس دن وہ ایک کھیل کھیلتے ہیں۔ اور اس کھیل کو دیکھنے کے لئے لوگ آجاتے ہیں۔ یوں تو بندر نچانے والا بھی جب بندر نچاتا ہے۔ تو لوگ اس کے اردگرد جمع ہو جاتے ہیں مگر اس کے یہ معنے نہیں ہوتے کہ بندر نچانے والے کا یا اکٹھے ہونے والے لوگوں کا مذہب اور عقیدہ یہ ہوتا ہے۔ کہ اس موقعہ پر انہیں اکٹھے ہو جانا چاہیئے۔ اسی طرح لوگ تھیئٹروں میں جمع ہو جاتے ہیں۔ مگر اس کے یہ معنے نہیں ہوتے کہ جو لاہور کے ساکن ہیں یا امرتسر کے ساکن ہیں۔ یا راولپنڈی کے ہیں۔ یا سیالکوٹ کے ساکن ہیں اُن سب کا عقیدہ ہے کہ ہر روز رات کے نو بجے تھیئٹر دیکھنے کے لئے جمع ہو جانا چاہیئے۔ یہاں عقیدے کا کوئی سوال نہیں۔ بلکہ ایک نظارہ ... اُن کے مدنظر ہوتا ہے۔ اور اسی غرض کے لئے وہ جمع ہوتے ہیں۔

پس دسہرہ وغیرہ پر جو اجتماع ہوتا ہے اُس سے یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہیئے۔ کہ وہ کوئی

قومی یا مذہبی اجتماع

ہوتا ہے۔ بلکہ وہ انفرادی اجتماع ہوتا ہے۔ اور ہر شخص اپنی طبیعت اپنے شوق اپنے رجحان طبع اور اپنی اغراض کے مطابق آجاتا ہے۔ خدا نے یہ حکم دیا ہوتا۔ کہ وہاں سب لوگ جمع ہو جائیں یا مثلاً دیوالی ہوتی ہے۔ جس کے آنے پر گھروں اور بازاروں میں دیئے جلائے جاتے ہیں۔ یہ بھی ایسی ہی چیز ہے۔ میں ایک دفعہ دیوالی کے موقعہ پر لاہور میں تھا۔ اور میں نے دیکھا کہ لوگوں کے اژدہام کی وجہ سے رستہ میں چلنا مشکل ہو گیا۔ مگر پھر بھی جو لوگ اس دن جمع ہوتے ہیں وہ ایک تماشہ کے طور پر جمع ہوتے ہیں۔ اس لئے جمع نہیں ہوتے۔ کہ خدا تعالےٰ کا حکم ہے۔ کہ جاؤ اور انارکلی میں جمع ہو جاؤ۔ یا جاؤ اور شہر کے کسی اور بازار میں جمع ہو جاؤ۔ بلکہ جمع ہونا ان کی اپنی مرضی پر منحصر ہوتا ہے۔ جس کا دل چاہتا چلا جاتا ہے اور جس کا دل نہیں چاہتا نہیں جاتا۔ لیکن ہم لوگ جو اس عید پر جمع ہوتے ہیں۔ محض خدا تعالےٰ کے حکم اور اس کے ارشاد کے ماتحت جمع ہوتے ہیں۔ پس اس لحاظ سے صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس نے لوگوں کو

ایک خاص جگہ جمع ہونے کا حکم

دیا ہے۔ اور اس کا نام اس نے عید رکھا ہے چنانچہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔ جمعہ ہمارے لئے عید ہے۔ اور عید کا نام تو عید ہے ہی۔ گویا اسلام ایک ایسا مذہب ہے۔ اور دنیا میں ایک ہی ایسا مذہب ہے۔ جس نے

قوم کے جمع ہونیکا نام عید

رکھا ہے۔ بظاہر یہ ایک معمولی بات معلوم ہوتی ہے۔ لیکن درحقیقت اس میں ایک بہت بڑا نکتہ پوشیدہ ہے۔ لوگ آجکل جمہوریت اور قوموں اور حکومتوں کے اجتماع پر بڑا زور دیتے ہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ اس اجتماع کے ساتھ ان کے مذہب کا کس حد تک تعلق ہے اس نقطہ نگاہ کے ساتھ اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا۔ کہ ان کا مذہب انہیں یہ تعلیم نہیں دیتا کہ ساری قوم ایک خاص دن ایک خاص مقام پر جمع ہوا کرے۔ اور خاص طور پر اللہ تعالےٰ کی عبادت بجا لایا کرے۔ یہ صرف اسلام ہی ہے جس نے جمعہ کے علاوہ

سال میں دو دن

ایسے رکھے ہیں جس میں تمام شہر کے لوگوں کو ایک جگہ جمع ہونے کا حکم دیا ہے۔ پھر اس میں بھی

اسلامی اجتماع کو ایک خاص خصوصیت حاصل ہے

بے شک جمعہ کو دوسری قوموں کے بعض دنوں سے اشتراک حاصل ہے۔ مثلاً بعض اقوام سبت کو قابل احترام سمجھتی ہیں۔ بعض اقوام ... دن ... اور ... جن میں عبادت کرنا ضروری سمجھتی ہیں۔ مثلاً عیسائی ہیں۔ ان میں سے اکثر اتوار کے دن گرجے میں جا کر عبادت کرتے ہیں۔ اسی طرح ہندو بھی اتوار کو اپنے اپنے مندروں میں عبادت کرتے ہیں۔ مگر اس میں بھی ہمیں ایک اور فرق نظر آتا ہے۔ جو اسلام کو ... ممتاز قرار دیتا ہے اور وہ یہ کہ اسلامی مسئلہ یہ ہے۔ کہ جمعہ کے دن تمام شہر کے لوگ ایک ہی مسجد میں جو جامع مسجد یا بڑی مسجد کہلاتی ہے جمع ہوں۔ مگر ہندوؤں اور عیسائیوں میں ایسی کوئی شرط نہیں ہندو ہر مندر میں جمع ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح عیسائی اتوار کو ہر گرجے میں جا کر عبادت کر سکتے ہیں۔ انہیں مذہبی لحاظ سے یہ حکم نہیں۔ کہ وہ ایک مندر میں جمع ہوں یا ایک گرجے میں عبادت کر سکتے ہیں۔ انہیں مذہبی لحاظ سے یہ حکم نہیں کہ وہ ایک مندر میں جمع ہوں یا ایک گرجے میں عبادت کے لئے اکٹھے ہوں۔ لیکن اسلام نے یہ ... بتایا ہے کہ جمعہ کے دن شہر کے تمام لوگ

ایک ہی مسجد میں

اکٹھے ہوں۔ اور سب مل کر اللہ تعالےٰ کی عبادت بجا لائیں۔ پس اسلام ... حقیقی خوشی وہ ہے جب تمام لوگ جو کسی حلقے اور گروہ میں شامل ہوں ایک جگہ جمع ہو جائیں۔ اور پھر اس اجتماع کی یہ خصوصیت رکھی گئی ہے کہ

بڑے اور چھوٹے کا کوئی فرق نہیں

مسجد میں اگر کوئی بڑے سے بڑا آدمی بھی بیٹھا ہو۔ تو اس کے ساتھ اسی دن کا نو مسلم جو خاکروبوں یا ساہنسیوں میں سے آیا ہو۔ کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے۔ چاہے وہ بڑا آدمی بادشاہ ہی کیوں نہ ہو۔ یہ خیال نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ یہ محض مسلمانوں کا عقیدہ ہے اس پر کبھی عمل نہیں ہوا۔ کیونکہ واقعہ یہ ہے کہ شروع سے مسلمانوں نے اس پر نہایت سختی سے عمل کیا ہے۔ چنانچہ میں نہیں کہہ سکتا اب وہ جگہ ہے یا نہیں ممکن ہے وہ جگہ گرا دی گئی ہو۔ مگر جب میں عرب ممالک میں گیا۔ تو اس وقت میں نے دیکھا کہ ایک مسجد کی ایک جہت میں

ایک حجرہ

بنا ہوا تھا۔ اور اس کے اردگرد کٹہرا لگا ہوا تھا میں نے بعض لوگوں سے اس کے متعلق دریافت کیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ پرانے زمانہ میں جب بادشاہ آتے تھے تو وہ اس حجرہ میں نماز پڑھا کرتے تھے۔ اور اس کی وجہ انہوں نے یہ بتائی کہ ایک دفعہ کوئی بادشاہ آیا۔ اور اس کے ساتھ ہی ایک ... جھاڑو دینے والا ... گیا ... کے نوکروں نے اسے ہٹانا چاہا۔ تو سب مسلمان اور ... پیچھے پڑ گئے۔ اور انہوں نے کہا کہ یہ ... مسجد ہے یہاں چھوٹے اور بڑے ...

کوئی سوال نہیں۔ چنانچہ اس کو تو نہ اٹھایا گیا مگر بادشاہ پر اس کا ایسا اثر ہوا کہ اس نے جگہ بدل کر پیچھے کی طرف اپنا حجرہ بنوا لیا۔ میں نے جب یہ واقعہ سنا۔ تو اپنے دل میں کہا کہ اسلام کے ایک حکم کی بے حرمتی کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے آئندہ اس سے

مسجد میں نماز پڑھنے کی توفیق چھین لی

کیونکہ جس جگہ حجرہ بنایا گیا تھا۔ وہ مسجد کا حصہ نہیں تھا۔ بہرحال مسلمانوں نے نہایت سستی سے اس حکم پر عمل کیا ہے۔ دیگر بہت سی باتوں میں انہوں نے امتیازات قائم کر لئے ہیں۔ مثلاً رشتوں ناطوں کا ان میں امتیاز پایا جاتا ہے۔ قومیت کا ان میں امتیاز پایا جاتا ہے

باہمی معاملات میں

ان میں امتیاز پایا جاتا ہے۔ امیر اور غریب کا ان میں امتیاز پایا جاتا ہے۔ سید دوسری قوموں کو ذلیل سمجھتے ہیں۔ اور بعض دوسری قوموں کے افراد سیدوں کو ذلیل سمجھتے ہیں۔ اور اس طرح ان میں

کئی قسم کے امتیازات

پائے جاتے ہیں۔ میں نے یہاں ایک دفعہ ایک کشمیری لڑکی کا ایک غیر ملکی معزز سمجھی جانے والی قوم کے لڑکے سے رشتہ طے کیا۔ جب لڑکی کی نانی کو معلوم ہوا۔ تو وہ اپنے سر پر ہاتھ مار کر کہنے لگی۔ کہ ہمارے لئے اب کمذات ہی رہ گئے ہیں۔ اسی طرح ایک دفعہ

ایک دوست

میرے پاس آئے۔ اور کہنے لگے۔ آپ میری ہمشیرہ کے لئے کوئی رشتہ تلاش کریں۔ اور یہ بھی کہا۔ کہ والدصاحب نے بھی یہی کہا ہے کہ میری لڑکی کا رشتہ آپ ہی کہیں کریں۔ میں نے کہا آپ کی کوئی شرط ہو تو مجھے بتا دیں۔ تاکہ رشتہ کی تلاش کے وقت اس شرط کو ملحوظ رکھا جائے۔ کہنے لگے شرط کی کوئی ضرورت نہیں۔ لڑکا متقی ہو۔ اور

اچھے خاندان میں سے ہو

میں نے کہا "اچھا خاندان" بڑے وسیع معنی رکھتا ہے۔ اور پھر میں نے انہیں یہی واقعہ سنایا کہ ایک کشمیری لڑکی کا میں نے ایک [illegible] رشتہ طے کیا۔ اور وہ لڑکا میرے نزدیک

معزز اقوام میں سے

تھا۔ مجھے اب یاد نہیں وہ سید تھا یا پٹھان تھا۔ بہرحال وہ [illegible] قوم میں سے تھا۔ جو بڑی [illegible] سمجھی جاتی ہے۔ مگر اس لڑکی کی نانی کو جب معلوم ہوا تو وہ کہنے لگی اب [illegible] لئے [illegible] [illegible] کہ آپ [illegible] اور

کس کو اچھی ذات والا سمجھتے ہیں۔ تاکہ آپ کے منشاء کے مطابق رشتہ تلاش کیا جائے۔ کہنے لگے کچھ نہیں صرف تقویٰ ہو۔ اور لڑکا اچھی قوم سے تعلق رکھتا ہو۔ میں نے پھر کہا کہ اچھی قوم سے آپ کی کیا مراد ہے۔ اور میں نے خود ہی اس کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے ملک میں

دو قسم کی قومیں معزز

سمجھی جاتی ہیں۔ ایک قومیں تو وہ ہیں۔ جو ہندوستان کے اندر رہنے والی ہیں۔ اور کچھ قومیں وہ ہیں جو باہر سے ہندوستان میں آئی ہیں۔ ہمارے ملک میں عام طور پر برہمنوں اور راجپوتوں کو بڑا سمجھا جاتا ہے۔ اور جو قومیں باہر سے آئی ہیں۔ ان میں

سید۔ قریشی مغل اور پٹھان

اچھے سمجھے جاتے ہیں۔ یہ چار قومیں ہیں جو باہر سے ہندوستان میں آئی ہیں۔ جو افغانستان اور ایران سے آئے ہیں۔ وہ پٹھان کہلاتے ہیں جو ترکوں میں سے آئے ہیں وہ مغل کہلاتے ہیں اور جو عرب میں سے آئے ہیں۔ وہ سید اور قریشی کہلاتے ہیں۔ چاہے حقیقت میں وہ سید ہوں۔ یا نہ ہوں۔ قریشی ہوں۔ یا نہ ہوں۔ وہ کہتے اپنے آپ کو یہی ہیں۔ اسی طرح کچھ ہندوستانی قومیں ہیں۔ جو بڑی سمجھی جاتی ہیں۔ برہمن اور کھشتری اعلیٰ سمجھے جاتے ہیں۔ اور ویش اور شودر ادنیٰ سمجھے جاتے ہیں۔ پس آپ بتا دیں کہ آپ ان میں سے کس کو اعلیٰ سمجھتے ہیں۔ اور کس کو ادنیٰ۔ تاکہ آپ کے منشاء کے مطابق رشتہ تلاش کیا جائے۔ جب میں نے اس طرح نام بنام قوموں کو گنایا اور ان سے پوچھا۔ کہ آپ کے لئے کیسا رشتہ ہو۔ سید ہو۔ قریشی ہو۔ مغل ہو۔ پٹھان ہو۔ برہمن ہو۔ راجپوت ہو۔ تو وہ کہنے لگے۔ کوئی ہو۔ قریشی ہو۔ مغل ہو۔ پٹھان ہو۔ برہمن ہو۔ راجپوت ہو۔

سید کا لفظ

وہ چھوڑ گئے۔ اس پر میرے دل میں شبہ ہوا کہ انہوں نے سید کا لفظ جان بوجھ کر چھوڑا ہے یا غلطی سے چھوڑ دیا ہے۔ مگر میں نے اس بارہ میں ان سے سوال کرنا مناسب نہ سمجھا۔ اور کہا کہ میں پھر دوہرا دیتا ہوں۔ آپ اچھی طرح غور کریں اور اپنے والد صاحب سے بھی دریافت کریں ہمارے ملک میں باہر سے جو اقوام آئی ہیں۔ ان میں سید۔ قریشی مغل اور پٹھان معزز سمجھے جاتے ہیں۔ اور جو یہاں کے رہنے والے ہیں ان میں برہمن اور راجپوت معزز سمجھے جاتے ہیں۔ کیا آپ ان اقوام میں سے کسی سے رشتہ کرنے کو تیار ہیں۔ تو وہ پھر کہنے لگے۔ کوئی ہو۔ قریشی ہو۔ مغل ہو۔ پٹھان ہو۔ برہمن ہو۔ راجپوت ہو۔

دو بارہ بھی سید کا لفظ انہوں نے چھوڑ دیا۔ میں نے کہا کہ میرے دل میں ایک شبہ پیدا ہوا ہے۔ اور وہ یہ کہ میں نے دونوں دفعہ سیدوں کا پہلے نام لیا ہے۔ کیونکہ وہ

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اولاد

میں سے ہیں۔ مگر آپ نے دونوں دفعہ سید کا لفظ چھوڑ دیا ہے۔ کیا آپ نے سید کا لفظ سہواً چھوڑا ہے یا ارادۃً نام نہیں لیا۔ کہنے لگے ارادۃً ہی میں نے سید کا نام نہیں لیا۔ میں نے کہا۔ کیوں؟ آخر سیدوں کا کیا قصور ہے۔ کہنے لگے۔ ہمارے ہاں تو سید فقیر اور منگتے سمجھے جاتے ہیں۔ تو

لوگوں نے قوموں میں امتیازات کئے

اور خوب کئے۔ وہ خود پٹھان تھا مگر اپنی بہن کی کسی سید سے شادی کرنا ذلت اور رسوائی کا موجب سمجھتا تھا۔ دوسری طرف میں نے بتایا ہے ایک کشمیری لڑکی کا میں نے ایک ہندوستان سے باہر سے آنے والی معزز قوم سے رشتہ تجویز کیا۔ تو اس کی نانی کہنے لگی کہ اب ہمارے لئے کمذات ہی رہ گئے ہیں۔ گویا ہر ایک نے دوسرے سے بدلہ لے لیا۔ ایک نے دوسرے کو کمذات کہہ دیا۔ اور دوسرے نے پہلے کو کمذات قرار دے دیا۔ سیدوں نے دوسری قوموں کو ذلیل سمجھا اور دوسری قوموں نے سیدوں کو فقیر اور منگتے کہہ دیا۔ بہرحال مسلمانوں میں تفریق ہوئی اور ان میں سے کچھ اچھے بن گئے۔ اور کچھ ادنیٰ سمجھے جانے لگے۔ حالانکہ اسلام نے اس تفریق کو قائم نہیں کیا تھا۔ اسی طرح عہدوں اور امارتوں کے متعلق مسلمانوں میں امتیاز کیا جاتا ہے۔ اور کہا جاتا ہے۔ کہ فلاں خاندان اچھا ہے۔ اور فلاں نہیں۔ مگر نماز میں آجکل کے بگڑے ہوئے مسلمان بھی فرق نہیں کرتے۔ اور وہ اس امر کو برداشت نہیں کر سکتے۔ کہ مسجد میں چھوٹے اور بڑے کا سوال قائم ہو۔ چنانچہ لاہور کی شاہی مسجد یا دہلی کی جامع مسجد میں جا کر دیکھ لو۔ وہاں اب بھی کسی امیرزادے کو یہ جرأت نہیں ہوتی۔ کہ کسی مسلمان کو وہ یہ کہہ سکے۔ کہ یہاں سے ہٹ جاؤ۔ اگر وہ اپنی عزت رکھنا چاہے۔ تو اس کے لئے ایک ہی راستہ ہوتا ہے۔ اور وہ کہ وہ آپ پیچھے ہٹ جائے۔ چنانچہ کئی متکبر اس طرح کرتے اور اس طرح

پہلی صف کے ثواب سے محروم ہو جاتے ہیں

وہ پیچھے تو اس لئے ہٹتے ہیں۔ تا ان کی وجاہت قائم رہے۔ مگر حقیقتاً ان کا اپنا ہی نقصان ہوتا ہے وہ اول صف کے انعامات سے محروم ہو جاتے ہیں۔ وہ دوسری صف کے انعامات سے محروم ہو جاتے ہیں۔ وہ تیسری صف کے انعامات سے

محروم ہو جاتے ہیں۔ اور ایک گوشے میں بیٹھنے پر مجبور ہوتے ہیں۔

اس موقعہ پر گو یہ بے تعلق سی بات ہے میں یہ کہنے سے نہیں رہ سکتا کہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان کے افراد

اکثر اس ثواب سے محروم رہتے ہیں۔ چنانچہ جمعہ میں جب بھی میری نظر پڑتی ہے۔ میں انہیں آخری صفوں میں بیٹھا ہوا دیکھتا ہوں۔ حالانکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جو شخص پہلی صف میں شامل ہوتا ہے۔ اُسے اُونٹ کی قربانی کا ثواب ملتا ہے۔ اور جو شخص بعد میں آتا ہے اسے اس سے کم ثواب ملتا ہے۔ یہاں تک کہ ہوتے ہوتے مرغی کی قربانی تک کا ثواب رہ جاتا ہے۔ گویا تدریجاً ثواب کم ہوتا چلا جاتا ہے۔ اور بعد میں آنے والوں کو بہت ہی تھوڑا اس ثواب میں سے حصہ ملتا ہے۔ یہ کہ اتفاقاً کبھی پیچھے آ سکے۔ اور پیچھے بیٹھ گئے۔ یہ اور بات ہے۔ مگر جس چیز کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ثواب کا موجب قرار دیا ہے اس سے عادتاً پیچھے رہنا بڑی بھاری

محرومی کی دلیل

ہے۔ مومن کو تو جتنا ہو سکے۔ ثواب کے کاموں میں آگے بڑھنا چاہیئے۔ نہ کہ پیچھے ہٹنا چاہیئے۔ ایک دفعہ ایک صحابی جنازہ کے لئے گئے۔ تو کسی دوسرے صحابی نے بیان کیا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا ہے۔ کہ جو شخص جنازہ پڑھتا۔ اور پھر واپس آ جاتا ہے۔ اُسے ایک قیراط کے برابر ثواب ملتا ہے۔ مگر جو شخص جنازہ پڑھنے کے بعد دفنانے تک ساتھ رہتا ہے۔ اسے دو قیراط ثواب ملتا ہے۔ اور قیراط جانتے ہو کتنا ہوتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔

ایک قیراط احد پہاڑ کے برابر ہوگا

دوسرے صحابی نے جب یہ بات سنی۔ تو بڑی حسرت اور افسوس سے کہا۔ تم نے یہ حدیث ہمیں پہلے کیوں نہ بتلائی معلوم نہیں۔ ہم آج تک کتنے احد پہاڑ جتنے ثواب حاصل کرنے سے محروم رہ گئے ہیں۔ تو جب بھی توفیق ملے۔ اور ممکن ہو پہلی صفوں میں جگہ حاصل کرنی چاہیئے۔ میں نے سنا ہے۔ ان میں سے بعض کا خیال ہے۔ کہ ہم اس حصہ مسجد میں بیٹھنا زیادہ پسند کرتے ہیں۔ جس حصہ میں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز پڑھا کرتے تھے

مگر اس حصہ میں کبھی پہلی صفیں ہیں۔ اور اس حصہ میں بھی آخری صفیں ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ ایک حد تک ایسی تقدیم جائز ہوتی ہے۔ مگر اس حد تک ایسی تقدیم پر زور دینا کہ یہ خود ایک مرض

بن جائے۔ درست نہیں۔ مگر بہرحال اس میں بھی پہلی صفیں ہیں۔ اور انسان کو چاہیئے۔ کہ اُن پہلی صفوں میں بیٹھے۔ جہاں خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نماز پڑھا کرتے تھے۔ ان پچھلی صفوں میں کیوں بیٹھے۔ جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز نہیں پڑھا کرتے تھے۔

غرض میں یہ بتا رہا تھا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد میں پوری مساوات قائم کی ہے۔ اور مسلمانوں نے بھی آج تک اس حکم پر نہایت سختی سے عمل کیا ہے۔ گو اور کئی باتوں میں مسلمانوں نے اسلامی احکام کو نظر انداز کر دیا ہے۔ مگر اس حکم کی تعمیل میں انہوں نے آج تک کوئی فرق نہیں کیا۔ اور مسجد میں چھوٹے اور بڑے میں کوئی امتیاز نہیں کیا جاتا۔ گو بعض دفعہ ایسا ہو سکتا ہے۔ کہ کسی مشتبہ غیر معروف آدمی کو امام کے پیچھے کھڑا ہونے سے روکا جا سکتا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ایسا ہوا کرتا تھا۔ اور اب بھی ہو سکتا ہے۔ مگر

یہ امتیاز نہیں بلکہ احتیاط ہے

اور ایسے شخص کو بھی پہلی صف میں کھڑا ہونے سے نہیں روکا جا سکتا۔ یہ تو ہو سکتا ہے۔ کہ اُسے کسی خاص مقام پر کسی مصلحت کی وجہ سے کھڑا نہ ہونے دیا جائے۔ مگر پہلی صف سے اسے علیحدہ نہیں کیا جا سکتا۔ اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں یہ قاعدہ تھا۔ اور اب بھی ایسا ہی ہوتا ہے کہ مخلص اصحاب سے یہ امید کی جاتی ہے۔ کہ وہ پیچھے امام کے پیچھے آکر بیٹھ جائیں گے۔ اور اس طرح بجائے اس کے کہ دوسرے کو اس کی جگہ سے اٹھایا جائے۔ خود بخود وہ اس جگہ نہیں بیٹھتا۔ اور اسے یہ کہنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آتی۔ کہ آپ یہاں سے اُٹھ جائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں بعض لوگ کئی کئی گھنٹے پہلے آکر مسجد میں بیٹھ رہتے تھے۔ اور اس طرح انہیں دوسروں کو اٹھانے کی ضرورت ہی پیش نہیں آتی تھی۔

یہ مساوات جو اسلام نے قائم کی ہے۔ ہم کو بتاتی ہے کہ

اسلام اور مسلمانوں کی عید

اسی بات میں ہے۔ کہ سارے مسلمان اکٹھے ہو جائیں۔ اور ان میں مساوات قائم کر دی جائے۔ اب ایک قسم کے امتیازات تو ہم کسی صورت میں مٹا نہیں سکتے۔ مثلاً کوئی لمبے قد کا ہوتا ہے۔ اور کوئی چھوٹے قد کا ہوتا ہے۔ کوئی تندرست ہوتا ہے اور کوئی بیمار ہوتا ہے۔ یہ امتیاز ہمارے اختیار کا نہیں۔ اور اُسے ہم کسی صورت میں مٹا نہیں سکتے لیکن

ایک اور مساوات

ہے۔ جسے ہم کوشش کر کے رائج کر سکتے اور اس لحاظ سے تمام مسلمانوں میں مساوات قائم کر سکتے ہیں۔ اور وہ یہ کہ خدا تعالےٰ نے ہماری ہدایت کے لئے قرآن کریم نازل فرمایا ہے پس مسلمانوں میں مساوات قائم کرنے کے معنی یہ ہیں کہ

ہر مسلمان کو قرآن کریم آتا ہو

اور وہ اس کا مفہوم اور مطلب اچھی طرح سمجھتا ہو۔ میرے نزدیک اگر کوئی شخص سچے دل سے اسلام کو قبول کرے۔ تو وہ قرآن کریم کے سمجھنے اور اس کے مفہوم کو جاننے سے محروم رہ ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ قرآن سب سے بڑی دولت ہے۔ اور کوئی سچا مسلمان یہ کس طرح پسند کر سکتا ہے۔ کہ اس کا گھر اس دولت سے خالی ہو۔

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ سنایا کرتے تھے۔ کہ ایک بڑھیا تھی جو بڑی نیک تھی۔ میں کبھی کبھی اس کے پاس جایا کرتا تھا ایک دفعہ میں نے اس سے پوچھا۔ کہ مائی تمہیں کسی چیز کی ضرورت ہو تو مجھے بتا دو۔ میں وہ چیز تمہیں مہیا کرنے کے لئے تیار ہوں وہ کہنے لگی نُورا مجھے بڑا آرام ہے کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ فرماتے تھے۔ میں نے پھر اصرار کیا۔ اور کہا کہ آخر کچھ تو بتائیں۔ مگر وہ ہر بار یہی کہتی کہ مجھے بڑا آرام ہے۔ ہر طرح کا شکر ہے اور کسی قسم کی تکلیف نہیں۔ پھر کہنے لگی۔ ہم صرف ماں بیٹا ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہمیں صبح و شام دو روٹیاں بھیج دیتا ہے۔ ایک روٹی میں کھا لیتی ہوں اور ایک روٹی میرا بیٹا کھا لیتا ہے۔ پھر ہم اکٹھے ایک چارپائی پر ہی سو جاتے ہیں۔ کیونکہ ہمارے پاس صرف ایک رضائی ہے۔ جب میری ایک طرف ٹھنڈی ہو جاتی ہے۔ تو میں کہتی ہوں بیٹا کروٹ بدل لو۔ اور وہ کروٹ بدل لیتا ہے جس سے وہ پہلو بھی گرم ہو جاتا ہے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد جب اس کا پہلو ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ تو وہ مجھ سے کہہ دیتا ہے۔ کہ ماں اپنی کروٹ بدل لے۔ اور میں کروٹ بدل لیتی ہوں۔ جس سے اسے آرام آجاتا ہے۔ پس ہمیں کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ آپ فرماتے تھے۔ میں نے پھر اصرار کیا۔ اور کہا کہ نہیں کوئی ضرورت ہو تو بتا دیں۔ آخر جب میں نے بہت ہی اصرار کیا تو وہ کہنے لگی جب آپ نے ضرور کچھ دینا ہے۔ تو میری صرف اتنی خواہش ہے کہ میری نظر اب بڑھاپے کی وجہ سے کمزور ہو گئی ہے۔ اور پہلا قرآن مجید سے اب اچھی طرح پڑھا نہیں جاتا کیونکہ اس کے حروف باریک ہیں۔ آپ نے مجھے کچھ دینا ہی ہے تو کوئی

موٹے حرفوں والا قرآن کریم لا کر دے دیں

تاکہ میں اسے آسانی سے پڑھ سکوں تو یہ حالت یہ ہے کہ ایک مومن کے لئے سب سے بڑی نعمت قرآن کریم ہے اور اسی کے ذریعہ ہم میں ظاہری رنگ میں مساوات قائم ہو سکتی ہے مگر سوال یہ ہے کہ ہم میں اور ہمارے دوسرے بھائیوں میں یہ مساوات پائی جاتی ہے یا نہیں ہمیں تو دکھائی دیتا ہے۔ کہ اس لحاظ سے ابھی ہم میں

بہت بڑا فرق

ہے۔ ہم پر خدا تعالےٰ کے افعال کھلے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس کی کرشمہ سازیاں ظاہر ہوتی ہیں۔ معجزات کی حقیقت کو ہم سمجھتے ہیں خدا تعالےٰ اپنے بندوں سے جس رنگ میں محبت کرتا ہے۔ اسے ہم جانتے ہیں۔ اس کی صفات کا ہمیں علم ہوتا ہے۔ اس کی قدرتوں سے ہم واقف ہوتے ہیں۔ مگر ہمارے ساتھ ہی ایک اور شخص بیٹھا ہوتا ہے۔ جسے ان باتوں میں سے کسی کا بھی علم نہیں ہوتا۔ حالانکہ اگر یہ چیز قائم ہو جائے تو سب نقائص مٹ جائیں۔ لوگ کہتے ہیں فلاں کو فاقہ آتا ہے۔ اور دوسرے پیٹ بھر کر کھانا کھاتے ہیں۔ بے شک یہ ایک نقص کی بات ہے۔ اور اسے دور کرنا چاہیئے۔ مگر یہ فاقہ آخر اسی لئے آتا ہے کہ ہم میں ابھی

قرآنی مساوات

قائم نہیں ہوئی۔ اگر یہ مساوات قائم ہو جائے تو ہر شخص کا براہ راست اللہ تعالےٰ سے تعلق ہو جائے۔ اور جو شخص خدا تعالےٰ کا بندہ بن جاتا ہے۔ اس کی روٹی میرے اور تمہارے ذمہ نہیں رہتی۔ بلکہ

خدا اس کی روٹی کا خود ذمہ وار

ہو جاتا ہے۔ اگر ساری دنیا کے لوگ ہی شبلیؒ اور جنیدؒ بن جائیں۔ تو ان کے لئے یہ سوال کہاں باقی رہے گا۔ کہ ہم ان کے گزارہ کے لئے وظائف مقرر کریں۔ ان کو تو خدا خود اپنے پاس سے رزق پہنچائے گا۔ چاہے لوگوں کے دلوں میں تحریک کر کے رزق پہنچائے یا غیب سے ان کے لئے سامان پیدا کر دے۔ بہرحال ان دونوں راستوں میں سے جس راستہ سے چاہے وہ رزق پہنچا سکتا ہے۔ وہ اپنے بندوں کو اس طرح بھی رزق دیتا ہے۔ کہ اس رزق میں کسی انسان کا دخل نہیں ہوتا۔ اور بعض دفعہ بندوں کے ذریعہ ہی انہیں رزق پہنچا دیتا ہے۔ مگر اس صورت میں بھی ہاتھ ان کا ہی اونچا رہتا ہے۔ کیونکہ بعض چیزیں بعض کی نسبت سے اچھی سمجھی جاتی ہیں۔ اور اگر وہ نسبت قائم نہ رہے تو ان کی خوبی بھی زائل ہو جاتی ہے۔ چنانچہ کئی لوگ صرف اس لئے اچھے سمجھے جاتے ہیں کہ انہوں نے

کسی بزرگ کی خدمت

کی ہوئی ہوتی ہے۔ اب ایسے بزرگ سے جو کوئی تعلق رکھے گا اور اس کی خدمت بجا لائے گا وہ یہ نہیں سمجھے گا۔ کہ میں نے احسان کیا بلکہ وہ یہ سمجھے گا۔ کہ مجھ پر احسان کیا گیا ہے۔ قصہ مشہور ہے کہ کوئی بادشاہ تھا۔ وہ کسی بزرگ کے گھر اس سے ملنے کے لئے گیا۔ اور اس کے ایک لڑکے سے پیار کرتے ہوئے کہنے لگا۔ بتاؤ لڑکے تمہارے باپ کا گھر اچھا ہے یا میرا۔ لڑکا بڑا ذہین تھا۔ وہ کہنے لگا امیر المومنین اس وقت تو میرے باپ کا گھر زیادہ اچھا ہے۔ کیونکہ امیر المومنین اس میں موجود ہیں۔ تو دیکھو کوئی انسان ایسا بھی ہوتا ہے جس کے ساتھ تعلق ہونے سے

انسان کی عزت

بڑھتی ہے اور اس کی شان میں اضافہ ہوتا ہے وہ اسلامی امیر المومنین نہیں تھا۔ مگر بہرحال بادشاہ ہونے کی وجہ سے اس لڑکے نے یہی کہا کہ اس وقت میرے باپ کا گھر زیادہ اچھا ہے۔ کیونکہ آپ اس میں موجود ہیں۔ تو دنیا میں بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جن کو لوگ جب کچھ دیتے ہیں۔ تو ان پر احسان کرتے ہیں۔ مگر بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جن کو دینے کے باوجود

دینے والے پر احسان

ہوتا ہے۔ اس شخص پر کوئی احسان نہیں ہوتا جسے دیا گیا ہوتا ہے۔ وہ اپنی عزت اور اپنا شرف اسی بات میں سمجھتے ہیں۔ کہ یہ نسبت قائم رہے کہ ہم نے فلاں کی خدمت کی۔ جیسے اس لڑکے نے کہا۔ کہ اس وقت میرے باپ کا گھر زیادہ اچھا ہے۔ یعنی دیواریں تو بادشاہ کے مکان کی اچھی ہیں مگر شرف چونکہ ایک خاص آدمی کی وجہ سے ہے۔ اور وہ اس وقت ہمارے گھر میں ہے۔ اس لئے ہمارا گھر زیادہ بہتر ہے۔ اسی طرح مالدار کا شرف مال میں نہیں۔ بلکہ اس کا شرف اس بات میں ہے کہ اسے

خدا تعالےٰ کے راستہ میں اپنا مال خرچ کرنے کی توفیق

کس حد تک ملتی ہے۔ اگر خدا تعالےٰ کی راہ میں اسے اپنا مال خرچ کرنے کی توفیق حاصل ہو گئی ہے تو اس کا مال اس کے لئے شرف کا موجب ہے۔ اور اگر یہ توفیق اسے حاصل نہیں ہوئی۔ تو اس کا مال اس کے لئے شرف کا موجب نہیں سمجھا جا سکتا۔ غرض اگر ہم میں سے ہر ایک کو قرآن کریم آجائے اور اس دولت سے ہماری جماعت کا ہر فرد متمتع ہو جائے تو ہم بہت حد تک اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو جائیں۔ پھر یہ بھی سمجھ لو کہ اگر ہمارے لوگ ہی قرآن کریم جاننے والے ہوں۔ تو انشاء اللہ بہت سے جرائم۔ ظلم۔ فسادات اور جھگڑے

آپ ہی آپ گم ہو جائیں گے۔ کیونکہ جہاں نور ہو وہاں ظلمت نہیں رہ سکتی۔

ایک چھوٹا سا دیا

تم جلاتے ہو۔ جس کی روشنی نہایت دھندلی سی ہوتی ہے۔ مگر پھر بھی اس دیئے کے جلتے ہی کمرے کی ظلمت فوراً دور ہو جاتی ہے۔ پھر کس طرح ہو سکتا ہے کہ قرآن کریم جو خدا کا دیا ہے وہ کسی گھر میں روشن ہو اور وہاں ظلمت باقی رہ جائے۔ اگر قرآن ہمارے سینوں میں آجائے۔ تو تمام ظلمتیں خود بخود کافور ہونا شروع ہو جائیں گی۔ اور نیکی اور تقویٰ کا بیج اس طرح بویا جائے گا۔ کہ آئندہ نسلیں بھی اس رنگ میں رنگین ہو جائیں گی۔ پس

مساوات کا سبق

جو اس عید سے ملتا ہے۔ وہ ہم میں سے ہر شخص کو کوشش کرنی چاہئیے۔ کہ اس کے بیوی بچے رشتہ دار اور ہمسائے

سب قرآن کریم کا ترجمہ جاننے والے ہوں

اگر ایسا ہو جائے تو ہم میں ایک ایسی دینی مساوات قائم ہو جائے گی جو جماعت کی روحانی ترقی کے لئے خاص طور پر مفید ہوگی اور جس کے نتیجہ میں خود بخود بدیوں کا استیصال اور نیکی کا قیام ہوتا چلا جائے گا۔ کیونکہ قرآن کریم جاننے والا اپنی ذمہ داریوں کو بھی سمجھے گا۔ ظلمتوں سے بھی بچے گا۔ نیکیوں کے حاصل کرنے کی بھی کوشش کرے گا۔ اور اسلامی تعلیم کو بھی قائم کرنے کی جدوجہد کرے گا۔ اور درحقیقت

اسلامی تعلیم کا قیام ہی ہمارا اصل مقصد ہے

پس آج کے دن میں جماعت کے دوستوں کو اس امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ کہ وہ کوئی ایسی سکیم سوچیں جس سے

ہر احمدی قرآن کریم کا ترجمہ جاننے لگے

اگر ہم اس بات میں کامیاب ہو جائیں۔ تو میں یقین رکھتا ہوں کہ دنیا کی کوئی طاقت ہم کو مٹا نہیں سکتی۔ قرآن کریم ایک ایسی زرہ ہے جس کو توڑنے کے لئے کوئی تلوار نہ آجتک بنی ہے اور نہ قیامت تک بن سکتی ہے۔ اگر یہ زرہ ہماری جماعت کے ہر فرد کو میسر آجائے تو ہماری مثال بالکل ویسی ہی ہو جائے جیسے بعض دیوتاؤں کے متعلق کہانیوں میں بیان کیا جاتا ہے۔ کہ تلواریں ایک ایک کر کے ٹوٹ جاتی تھیں۔ مگر ان کے جسموں پر ان تلواروں کا کوئی اثر نہیں ہوتا تھا۔ اگر ہم میں سے ہر شخص سچے معنوں میں قرآن کریم کا حامل ہو۔ اس کی تعلیم پر عمل کرتا ہو۔ اور اس کے دل و دماغ میں سرایت کر چکا ہو۔ تو دنیا خواہ اسے کتنی ہی تلواریں مارے۔ تلواریں ٹوٹ جائیں گی مگر وہ اس دل کو نہیں توڑ سکیں گی۔ جو خدا تعالیٰ کی محبت اور

قرآن کریم کے معارف کا جلوہ گاہ

ہوگا۔ کیونکہ وہ دل خدا کے نور کا گھر ہوگا۔ اور خدا یہ پسند نہیں کر سکتا۔ کہ وہ گھر برباد ہو جس گھر میں اس کا نور جلوہ گر ہو۔ کیا تم میں سے کوئی شخص یہ پسند کر سکتا ہے کہ جس گھڑے میں اس نے دودھ ڈالا ہوا ہو اُسے توڑ دیا جائے یا تم میں سے کوئی شخص یہ پسند کر سکتا ہے۔ کہ جس مشک میں اس نے پانی ڈالا ہوا ہو اُسے چیر دیا جائے۔ یا تم میں سے کوئی شخص یہ پسند کر سکتا ہے۔ کہ جس صندوق میں اس نے خلعتیں رکھی ہوئی ہوں۔ اسے ضائع ہونے دیا جائے۔ جب تم یہ پسند نہیں کر سکتے۔ تو کیا تم خدا تعالیٰ کو ایسے بیوقوف سمجھتے ہو کہ تمہارے دل

خدا تعالیٰ کی نورانی خلعتوں کے صندوق

بن جائیں۔ تمہارے دل خدا تعالیٰ کے برکتوں والے علم کے دودھ کے گھڑے بن جائیں تمہارے دل خدا تعالیٰ کی رحمتوں والے پانی کی مشکیں بن جائیں اور پھر وہ دنیا کو اس بات کی توفیق دے دے کہ وہ تمہارے اس صندوق کو توڑ دے۔ تمہارے اس گھڑے کو پھوڑ دے۔ اور تمہاری اس مشک کو چیر دے اگر تمہارے دلوں میں قرآن شریف آجائے تو یقیناً یقیناً

دنیا کی کوئی طاقت تم پر غالب نہیں آسکتی

تم خدا کا خزانہ ہو گے۔ تمہارا مرنا خدا کے دین کا مرنا۔ تمہاری شکست خدا کے دین کی شکست اور تمہاری بربادی خدا کے دین کی بربادی ہوگی۔ پس ایسا کرو۔ کہ تم میں سے ہر شخص قرآن کریم کے ترجمہ اور اس کے مفہوم سے آگاہ ہو جائے۔ بیشک

رمضان میں قرآن شریف

سنایا گیا ہے۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ رمضان میں کتنے لوگوں نے قرآن کریم کا درس سنا۔ مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ اس درس میں صرف تیس چالیس عورتیں شامل ہوتی تھیں۔ حالانکہ قادیان میں تین چار ہزار عورتیں ہیں۔ اسی طرح مرد بھی اپنی نسبت کے لحاظ سے کم شامل ہوتے تھے۔ پھر اس طرح کا سننا ہوا درس پڑھے ہوئے کے برابر نہیں ہو سکتا میں مانتا ہوں کہ ساری عورتیں قرآن کریم پڑھ نہیں سکتیں اور ایسا نہیں ہو سکتا۔ کہ کوئی ایک عورت بھی ایسی نہ رہے جسے قرآن کریم نہ آتا ہو۔ مگر یہ تو ہو سکتا ہے کہ عورتوں کو اتنا قرآن سنایا جائے۔ اتنا سنایا جائے کہ وہ ان کے لئے پڑھنے کے برابر ہو جائے۔ اسی طرح اتنی عورتوں کو قرآن کریم پڑھا دیا جائے۔ کہ ان کی وجہ سے

ہر گھر قرآن کریم کا مدرسہ بن جائے

اور کوئی لڑکی قرآن کریم کے ترجمہ سے ناواقف نہ رہے۔ اسی طرح آج بے شک ہم ہر فرد کو قرآن کریم نہیں پڑھا سکتے۔ مگر یہ تو ہو سکتا ہے۔ کہ مردوں کو اتنا قرآن سنایا جائے اتنا سنایا جائے کہ وہ ان کے لئے پڑھنے کے برابر ہو جائے۔ اسی طرح اتنے مردوں کو قرآن کریم پڑھا دیا جائے۔ کہ ان کی وجہ سے ہر گھر قرآن کریم کا مدرسہ بن جائے۔ اور کوئی لڑکا ایسا نہ رہے جسے قرآن کریم کا ترجمہ نہ آتا ہو۔ پس [illegible] کر سکتے ہیں۔ کہ ہر شخص کے دل میں قرآن کریم کی اتنی عظمت اور محبت پیدا کر دیں۔ کہ وہ اپنی اولاد کو قرآن کریم کی تعلیم دینا اپنا فرض سمجھے۔ اور ذرا نہیں کہ کہ تمہارے گو اگر لٹتے ہیں تو انہیں لٹنے دو۔ تمہاری تجارتیں اگر تباہ ہوتی ہیں تو ہونے دو۔ مگر

اس خزانے کو اپنے ہاتھ سے کبھی جانے نہ دو

کہ اگر یہ خزانہ تمہارے پاس رہا۔ تو سب کچھ رہا۔ اور اگر یہ خزانہ نہ رہا تو تمہارے پاس کچھ بھی نہ رہا۔
میں سمجھتا ہوں۔

ہماری عید واقعی عید ہو جائے

اگر ہم میں سے ہر شخص آئندہ قرآن کریم کو پورے طور پر سمجھنے کی کوشش کرے۔ اور اس بات کا عہد کرے۔ کہ وہ اپنی اولاد کے سینہ میں بھی اس کی صحیح تعلیم محفوظ کر دے گا۔ اور اگر وہ قرآن کریم سے عشق رکھتے ہوئے اس کی تعلیم کو اپنی نسلوں کے سینہ میں ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دے گا۔ تو اسے یقین رکھنا چاہیئے۔ کہ وہ خود بھی ہر قسم کی

بلاؤں اور آفات سے محفوظ

رہے گا۔

(الفضل صفحہ ۴ ۲۷ر اکتوبر ۱۹۴۳ء)

جماعت احمدیہ کی ترقی

نبی کی جماعت کی ابتدا پہلے دن کے ہلال کی سی ہوتی ہے۔ ہلال صرف تیز نظر والے کو دکھائی دیتا ہے۔ دوسرے اس کے ظہور سے منکر ہوتے ہیں۔ آغاز کار جس کو ادنیٰ سمجھتا ہے نبی پر ایمان لاتے ہیں۔ ان کے اخلاص و جوش ایمان کے صدقے اللہ تعالیٰ سلسلہ کو برکت پر برکت دیتا ہے اور وہ دن دونی رات چوگنی ترقی کرتا ہے حتیٰ کہ لوگ سمجھنے لگتے ہیں کہ اگر یہ سلسلہ ترقی نہ کرتا تو عجیب بات تھی۔ حالانکہ پہلے اس ادعا کو کہ وہ ترقی کر کے غالب آئے گا ایک مجنون کی بڑ سے زیادہ وقعت نہ دیتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ پر اہلحدیث جماعت کے لیڈر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے ازراہ تکبر کہا کہ میں نے اسکو اٹھایا تھا میں ہی گراؤنگا۔ لیکن وہ خود عبداللہ ابی کی طرح ذلیل و خوار ہو کر موت سے ہمکنار ہوا۔ اللہ تعالیٰ سلسلہ کو ترقی پر ترقی دے رہا ہے۔ حضور کی وفات کیوقت ہندوستان سے باہر چند افراد کے سوا کوئی آپ کا نام لیوا نہ تھا۔ لیکن اب غیر ممالک جن سے جاوا۔ سماٹرا۔ سنگاپور۔ بورنیو۔ برما۔ سیلون۔ ایران عدن۔ عراق۔ فلسطین۔ مصر۔ مشرقی و مغربی افریقہ کی نو آبادیاں۔ سپین۔ اٹلی۔ فرانس۔ سوئٹزر لینڈ۔ ہالینڈ ہالینڈ۔ انگلستان۔ امریکہ ارجن ٹائن۔ ٹرینیڈاڈ وغیرہ بہت سے ممالک میں جماعتیں اور مشن موجود ہیں۔ مغربی افریقہ میں کئی سو مساجد اور مدارس جماعت کے موجود ہیں اور یورپ کے اخبار نے تسلیم کیا ہے کہ وہاں احمدیت ترقی کر رہی ہے اور عیسائیت تنزل کی طرف جا رہی ہے۔ کئی زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم مکمل ہو چکے ہیں۔ اور اسلام کے متعلق بیسیوں زبانوں میں معیاری لٹریچر شائع ہو چکا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"دیکھو وہ زمانہ چلا آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا اس سلسلہ کی دنیا میں بڑی قبولیت پھیلائیگا اور یہ سلسلہ مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب میں پھیلے گا اور دنیا میں اسلام سے مراد یہی سلسلہ ہوگا۔ یہ باتیں انسان کی باتیں نہیں۔ یہ اس خدا کی وحی ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔" (تحفہ گولڑویہ ص ۵۶)

نیز فرماتے ہیں:۔

"اے تمام لوگو! سن رکھو کہ یہ اس خدا کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا اور حجت اور برہان کی رو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائیگا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالیگا اور ہر ایک کو جو اسکے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھیگا اور یہ غلبہ ہمیشہ رہیگا یہاں تک کہ قیامت آجائیگی ..... دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔" (تذکرۃ الشہادتین)

میں نے جان بوجھ کر قتل کی نیت سے مرزا بشیر الدین محمود احمد پر حملہ کیا تھا

ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں ملزم عبدالحمید کا اقبال جرم

لائلپور جھنگ ۱۳ مئی (ڈاک سے) یہاں پی ڈبلیو ڈی کے ڈاک بنگلے میں احمدیوں کے مذہبی سربراہ جناب مرزا بشیر الدین محمود پر قاتلانہ حملہ کی سماعت چودھری محمد اسحاق صاحب اے۔ ڈی۔ ایم جھنگ کی عدالت میں شروع ہو گئی

عدالت نے استغاثہ کے گواہوں مسٹر غلام مرتضیٰ پی۔ ٹی۔ آئی تعلیم الاسلام ہائی سکول۔ ڈاکٹر ریاض قدیر، ڈاکٹر مرزا منور احمد۔ مرزا بشیر الدین محمود اور ملزم عبدالحمید کے بیان سننے کے بعد ملزم پر فرد جرم عائد کر دی۔ مقدمے کی آئندہ سماعت بھی لائلپور میں ہوگی۔

آج عدالت میں احمدی جماعت کے متعدد کارکن کافی تعداد میں موجود تھے۔ عدالت میں ضلع کے حاکم اعلیٰ اور سپرنٹنڈنٹ سے تحصیلدار بھی موجود تھے۔ عدالتی کارروائی ٹھیک ۹ بجے شروع ہوئی جب ملزم عبدالحمید کو مسلح سپاہی عدالت میں لائے تو وہ سبزی مائل رنگ کا صافہ پیازی رنگ کی قمیض اور تہبند باندھے ہوئے تھا۔

گواہ سب سے پہلے مسٹر غلام مرتضیٰ پی۔ ٹی۔ آئی تعلیم الاسلام ہائی سکول نے بیان دیتے کہا کہ میں ۱۰ مارچ کو عصر کی نماز مسجد مبارک ربوہ میں حضرت مرزا صاحب کے پیچھے پڑھ رہا تھا تو ملزم عبدالحمید میرے بائیں جانب کھڑا تھا۔ اور جب نماز ختم ہونے کے بعد مرزا صاحب محراب کے دروازے سے باہر نکل رہے تھے۔ تو ملزم عبدالحمید نے "یا علی" کا نعرہ لگا کر مرزا صاحب پر چاقو سے حملہ کیا۔ اس سے مرزا صاحب گرنے لگے تو انہیں محافظ نے سہارا دیا۔ اور میں نے ملزم کو پکڑ لیا۔

اس پر گواہ کو شناخت کے لئے چاقو دکھایا گیا تو اس نے اسے پہچانا۔ چاقو کا پھل ۵" لمبا تھا اور اس پر دو رنگ کا سلولائیڈ کا دستہ لگا ہوا تھا۔ ملزم نے عدالت کے استفسار پر جرح کرنے سے انکار کر دیا۔

ڈاکٹر ریاض قدیر نے گواہی دیتے ہوئے کہا کہ ۱۰ مارچ کی رات کو ۱۱ ½ بجے میں نے مرزا صاحب کا معائنہ کیا ان کی گردن پر دو انچ گہرا زخم تھا اور اس پر ٹانکے لگے ہوئے تھے معائنہ کے بعد مجھے شک تھا کہ زخم میں خون پھیل رہا ہے۔ چنانچہ میں نے زخم کو از سر نو دھو کر اس میں ایک نالی رکھی۔ انہوں نے بتایا کہ زخم خفیف تھا۔ انہوں نے کہا کہ یہ زخم عام حالات میں مہلک نہ تھے۔ انہوں نے کہا۔ اس سے میرا مطلب ہے کہ اگر وقت پر طبی امداد نہ ملتی تو خطرہ بڑھ جانے کا امکان تھا۔

اس کے بعد ڈاکٹر مرزا منور احمد نے گواہی دیتے ہوئے بتایا کہ انہوں نے ۱۰ بجکر چند منٹ پر مرزا صاحب کا معائنہ کیا۔ ان کا زخم ۲ ½" لمبا تھا۔ اور اس سے کافی خون بہہ رہا تھا۔ میں نے زخم سی دیا۔ انہوں نے کہا کہ میرے خیال میں زخم سے مرزا صاحب کی زندگی کو خطرہ تھا۔ انہوں نے کہا کہ ڈاکٹر قدیر کی آمد سے پہلے کسی اور نے زخم کو نہیں چھیڑا تھا۔

احمدیہ فرقے کے سربراہ مرزا بشیر الدین محمود ۱۲ ½ بجے ڈاکٹر حشمت اللہ اور دوسرے افراد کی معیت میں موٹر میں ڈاک بنگلے پہنچے مرزا صاحب کی آمد سے پہلے عدالت میں کوئی شخص موجود نہ تھا۔ لیکن ان کی آمد کے بعد ۳۰ یا ۳۵ افراد اکٹھے ہو گئے۔ مرزا صاحب سر پر سفید پگڑی باندھے ہوئے تھے۔

مرزا صاحب نے بیان دیتے ہوئے کہا کہ میں نے مسجد مبارک میں عصر کی نماز پڑھائی نماز پڑھانے کے بعد میں باہر جا رہا تھا کہ مجھے ایسا محسوس ہوا کہ میری گردن پر کسی نے مکہ دے مارا ہے۔ میرا سر چکرا گیا اور مجھے کچھ ہوش نہیں کہ کیا ہوا۔ جب میں ہوش میں آیا تو مجھے ایک آدمی نے پکڑ رکھا تھا۔ یہ آدمی میرا محافظ تھا قدرتی طور پر میرا ہاتھ اس جگہ گیا۔ جہاں مجھے احساس تھا کہ کچھ مارا گیا ہے۔ تو میرا ہاتھ خون میں لت پت ہو گیا۔ میں نے لوگوں سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ مجھ پر کسی نے حملہ کیا ہے۔ انہوں نے مجھے میرے کپڑے دکھلائے جو خون میں لتھڑے ہوئے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ میں نے کسی کو نعرہ لگاتے ہوئے نہیں سنا۔

اس موقعہ پر ملزم عبدالحمید نے جو عدالت کے کٹہرے میں بیٹھا ہوا تھا۔ پورے زور سے "حق" کا نعرہ لگایا۔ اس نعرہ پر عدالت میں سناٹا چھا گیا۔ اور لوگ خاموش ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد مرزا صاحب نے اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے کہا کہ مجھے لوگوں نے میری جائے رہائش "قصر خلافت" میں پہنچایا۔ میرا معائنہ منور احمد اور ریاض قدیر نے کیا۔

اقرار جرم۔ عبدالحمید ملزم نے اپنے بیان میں کہا کہ میں نے مرزا بشیر الدین محمود پر جان بوجھ کر نیت قتل سے حملہ کیا تھا کیونکہ اس

(باقی صفحہ ۱۴)

اخبار عالم احمدیت

—— ۱۷ اپریل کو صوبہ نیانزا (کینیا کالونی۔ مشرقی افریقہ) کے احمدیوں کی مرکزی مسجد موسومہ مسجد محمود بمقام کسمو کا افتتاح نیروبی کے سیٹھ داؤد عثمان صاحب نے کیا۔ ابتداء میں مسٹر غوری نے تقریر کی پھر شیخ مبارک احمد صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ مشرقی افریقہ نے سامعین کو بتایا کہ احمدیہ مسجد اللہ تعالےٰ کی عبادت کے لئے بلا تفریق مذہب وملت تمام کے لئے کھلی رہے گی۔ پھر آپ کی امامت میں احباب نے نماز ادا کی۔ بعد ازاں سیٹھ صاحب موصوف نے مسجد کا افتتاح کیا۔

مسٹر غوری نے اپنی تعارفی تقریر میں بتایا تھا کہ چونکہ اسلام میں نمازوں کے اوقات مقرر ہیں۔ اس لئے آغاز اسلام سے مساجد تعمیر ہوتی چلی آئی ہیں۔ نمازوں کے علاوہ اجتماعی امور کے بھی کام آتی ہیں۔ اور وہاں اہم امور کے متعلق مشورہ ہوتا ہے۔ مذہبی تعلیم دی جاتی ہے بعض بڑی مساجد کے ساتھ کتب خانے۔ مہمان خانے اور غسل خانے بھی ہوتے ہیں۔ یہ مساجد مذہب وملت کے تمام فردوں کے لئے کھلی ہیں۔ اور قرآن مجید کی رو سے جو کسی کو مسجد سے روکتا ہے اُسے ظالم قرار دیا گیا ہے۔ اس مسجد کے لئے بہت سے مسلم۔ ہندو اور سکھ احباب نے عطیے دیئے ہیں۔ اور ان کی اعانت کے بغیر کام کی تکمیل اتنی جلد نہیں ہو سکتی تھی۔ میسرز دین برادرز اور مسٹر جلال الدین نے بجلی فٹنگ اور اور پینٹنگ کے لئے تمام سامان اور لیبر مفت دیا اور ایک اور مسلمان دوست نے امام کے مکان کی چھت کے لئے لکڑی بغیر قیمت کے دی۔ ہم ہندو اور سکھ کاریگروں کے ممنون ہیں کہ انہوں نے نہایت توجہ سے اپنی کاریگری اور مشورہ سے ہماری امداد کی۔ اور مسٹر محمد حبیب اللہ صاحب جسوال صدر جماعت کسمو بھی قابل شکریہ ہیں کہ جنہوں نے تمام کام کی نگرانی میں انتھک سرگرمی دکھائی۔

سیٹھ داؤد عثمان صاحب نے مسجد کے لئے چار ہزار شلنگ کا عطیہ دیا۔ آپ ہمارے محبوب دوست سیٹھ عثمان یعقوب مرحوم کے بڑے صاحبزادہ ہیں۔ مرحوم عمر بھر اسلام کی خدمت کرتے رہے اور گذشتہ سال وفات سے قبل انہوں نے ایک سال میں پچیس ہزار شلنگ دیئے اللہ تعالےٰ ان پر فضل فرمائے۔ آمین۔

اس روحانی تاریکی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ظہور گمراہ مخلوق کی ہدایت کی خاطر ہوا۔ اور باوجود مشکلات کے دنیا کے مختلف ممالک میں جماعت احمدیہ قائم ہوئی۔ میری دلی خواہش ہے کہ یہ (مسجد محمود) کالونی کے اس علاقہ کی تنویر کا باعث بنے۔ اس کا نام جماعت احمدیہ کے موجودہ امام ایدہ اللہ تعالےٰ کے نام نامی پر رکھا گیا ہے کہ جن کے عہد مبارک میں احمدیت نے دن دونی اور رات چوگنی ترقی کی ہے مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے موجودہ امیر کے تحت یہ مسجد ایک بڑا روحانی۔ اخلاقی اور تعلیمی مرکز بن جائے گی۔

بعد ازاں آپ نے شیخ صاحب کی خدمت میں نماز پڑھانے کی درخواست کی۔ تا کہ اللہ تعالےٰ کی جو اول و آخر ہے۔ برکات شامل حال ہوں۔

—— لاڑکانہ کے احمدیوں پر اجرار فواز ٹکر مظالم ڈھا رہا ہے۔ ان کے گھروں پر مع سامان قبضہ کر کے ان کو ضلع سے نکالنے کے لئے کوشاں ہے۔

—— مولوی عبدالمالک خان صاحب مبلغ سلسلہ (جو مسلمانوں کے مشہور لیڈر مولانا محمد علی جوہر مرحوم کے برادر زادہ ہیں) احمدیہ ہال میگزین لین کراچی میں عصر سے مغرب تک ماہ صیام میں روزانہ ایک پارہ کا درس دیتے ہیں۔ جس کے بعد اجتماعی دعا کی جاتی ہے۔

—— مکرم سید سلیم جابی (ربوہ) سے ۱۲ مئی کو کراچی کے لئے روانہ ہو کر بذریعہ ہوائی جہاز اپنے وطن تین ماہ کے لئے جا رہے ہیں۔ ان کے والد صاحب شفاخانہ میں زیر علاج ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے انہیں اجازت عطا فرمائی ہے کہ وہ اپنے والد کی خواہش کے مطابق ان کی بیماری میں ان کے پاس رہیں۔ احباب مریض کی صحت اور موصوف کی بسلامت واپسی کے لئے دعا فرمائیں۔

—— خواجہ عبدالرحمن صاحب امرتسری (صحابی) چار ماہ سے صاحب فراش ہیں اب ان کی علالت تشویشناک صورت اختیار کر گئی ہے۔ احباب صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

—— لندن ۱۲ مئی (بذریعہ تار) مکرم امام صاحب مسجد لندن اطلاع دیتے ہیں۔ کہ جناب مولوی نور الحق صاحب انور نامزد مبلغ برائے امریکہ آج "کوئین الزبتھ" جہاز

روئداد جلسہ ہائے یوم پیشوایان مذاہب

ہندوستان میں یوم پیشوایان مذاہب کے موقعہ پر جو جلسے منعقد کئے گئے ان میں سے بعض کی رپورٹیں مختصراً درج ذیل ہیں۔ (ایڈیٹر)

قادیان

۲۵ر اپریل کو شام پانچ بجے جماعت احمدیہ کے زیر اہتمام جلسہ یوم پیشوایان مذاہب احمدیہ جلسہ گاہ (اندرون شہر) میں منعقد ہوا۔ جس کی صدارت محترم مولوی عبدالرحمن صاحب امیر جماعت احمدیہ نے کی۔

صاحب صدر نے اپنی افتتاحی تقریر میں جلسہ کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ہماری جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ جس طرح خدا تعالےٰ نے انسان کے ظاہری جسم کی نشو و نما کے لئے دنیا میں انواع و اقسام کے مادی سامان مہیا فرمائے ہیں اسی طرح اس کی روح کے لئے روحانی اسباب مہیا فرمائے ہیں۔ اور ہم قرآنی تعلیم کی روشنی میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ جس طرح حضرت آدم سے لے کر اب تک ... اسنے مادی سامان ہر ملک اور ہر قوم کے لوگوں کے لئے یکساں طور پر پیدا فرمائے وہاں اُن کی روحانی ربوبیت کے سامان بھی انتظام فرمایا اور وقتاً فوقتاً اور حسب ضرورت ہر ملک و قوم میں خدا تعالےٰ کے فرستادے پیغمبر، رشی منی اور اوتار دنیا کی روحانی اصلاح کے لئے آتے رہے۔ قرآن کریم نے واضح طور پر فرمایا ہے ان من امة الا خلا فیھا نذیر۔ یعنی دنیا میں کوئی قوم ایسی نہیں گذری جس میں کوئی روحانی مصلح نہ آیا ہو۔ اسی لئے جماعت احمدیہ عقیدہ رکھتی ہے کہ ہر قوم کا مسلّمہ نبی یا اوتار واقعی خدا کی طرف سے تھا اور قابلِ احترام تھا۔ اس کا عملی ثبوت پیش کرنے کے [illegible] اس غرض سے کہ مختلف مذاہب کے پیرو ایک جگہ جمع ہو کر ایک ہی پلیٹ فارم سے بانیانِ مذاہب کی سیرت و سوانح کے متعلق معلومات حاصل کر کے باہمی محبت اور رواداری پر عمل کر سکیں۔ جماعت احمدیہ کے موجودہ امام ایدہ اللہ تعالےٰ نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ ہر جگہ کی احمدی جماعتیں ہر سال ایسے جلسے منعقد کیا کریں۔ چنانچہ یہ جلسہ بھی حضور کے ارشاد کے ماتحت منعقد ہو رہا ہے ہمیں خوشی ہے کہ بہت سے غیر مسلم خواص و عوام اپنے اپنے کاموں میں حرج کر کے جلسہ کی رونق بڑھانے اور مستفید ہونے کے لئے تشریف لائے ہیں۔

صاحب صدر نے فرمایا کہ گو اس سے قبل بالعموم یہ رہا ہے کہ اس جلسہ کی صدارت کے فرائض غیر مسلم معززین کے سپرد کئے جاتے تھے اور اس دفعہ بھی ہم نے بعض معززین سے صدارت کے لئے درخواست کی تھی۔ مگر وہ قلت فرصت کے باعث تشریف نہیں لا سکے۔

مکرم حکیم خلیل احمد صاحب ناظر تعلیم و تربیت نے اپنی تقریر میں حضرت رامچندر جی مہاراج حضرت کرشن اور حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی پاک زندگیوں کے بعض واقعات بیان کرتے ہوئے ان کے اعلےٰ اخلاق پر روشنی ڈالی

جناب پنڈت کنج لال صاحب ایڈیٹر شرد ھا کانگرس پٹھانکوٹ نے ہندو مذہب کی تعلیم کی روشنی میں بتایا کہ جب دنیا میں پاپ کی زیادتی ہو جاتی ہے اور روحانی طور پر دنیا پر اندھیرا چھا جاتا ہے تو اس پاپ اور اندھیرے کو دور کرنے کے لئے اور لوگوں کو نیک اخلاق سکھانے کے لئے ایشور اپنے اوتار بھجواتا ہے۔ جو بھولی بھٹکی دنیا کو راہ راست پر لاتے ہیں۔

پٹھانکوٹ کے جناب پرمانند صاحب برہمچاری نے جو پنڈت مدن موہن جی مالویہ آنجہانی کے شاگردوں میں سے ہیں جو جلسہ میں شرکت کے لئے تشریف لائے تھے۔ مختصر سی پرارتھنا کے بعد تقریر کرتے ہوئے کہا کہ مجھے اس بات سے بہت خوشی ہوئی ہے کہ یہاں جماعت احمدیہ ایک ایسا جلسہ منعقد کر رہی ہے۔ جس میں تمام مذاہب اور بانیان مذاہب کی خوبیاں ایک ہی سٹیج سے مشترکہ طور پر بیان کی جائیں گی۔ اور دراصل یہی وہ صحیح طریق ہے جس پر عمل کر کے تمام مذاہب کے پیرو ایک دوسرے کے قریب آ سکتے ہیں اور باہمی محبت کے جذبات دلوں میں پیدا ہو سکتے ہیں اور وہ غلط فہمیاں بھی دور ہو سکتی ہیں جو ایک مذہب والوں کو دوسرے مذہب کی تعلیمات کے متعلق پیدا ہو چکی ہیں۔

اسکے بعد جناب گیانی دیوان سنگھ صاحب مجرم قادیان نے حضرت گورو نانک جی کی پاک زندگی کے حالات بیان کرتے ہوئے کہا کہ حضرت باوا صاحب کا مشن یہ تھا کہ نہ صرف ہندوستان میں بسنے والے ہندوؤں اور مسلمانوں کے باہمی تنافر کو دور کیا جائے بلکہ ساری دنیا کے لوگوں کو خدا کی طرف رجوع کرنے کے لئے تلقین کی جائے۔ گیانی صاحب نے حضرت باوا صاحب کی زندگی کے نیک واقعات بیان کئے۔ بعد ازاں خاکسار (ایڈیٹر بدر) کی تقریر حضرت کرشن جی پر ہوئی۔

ازاں بعد مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل انچارج جامعۃ المبشرین قادیان نے سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک جامع تقریر فرمائی۔ جس میں آپ نے حضور کے پاک نمونے اور اخلاق فاضلہ کی مثالیں بیان فرماتے ہوئے حضور کی اعلیٰ تعلیم کا ذکر کیا اور بتایا کہ کس طرح حضور نے عام رواداری کی تعلیم دی اور آج حضور کی پاک تعلیم اور مقدس نمونہ پر عمل کرنے سے بین الاقوامی صلح و امن کی بنیادیں استوار کی جا سکتی ہیں

پھر مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری معاون ناظر دعوۃ و تبلیغ نے ان غیر مسلم معززین کے پیغامات پڑھ کر سنائے جو اپنی بعض مجبوریوں کے باعث از خود شریک جلسہ ہونے سے معذور رہے۔ چنانچہ یہ پیغامات مندرجہ ذیل معززین کی طرف سے موصول ہوئے جو کسی دوسری جگہ درج کئے جا رہے ہیں:-

۱- سردار گوربچن سنگھ صاحب باجوہ وزیر پبلک ورکس پنجاب

۲- مسٹر اے ایل فلیچر کمشنر انبالہ ڈویژن

۳- پنڈت موہن لال بی۔اے ایل ایل بی بٹالہ (ممبر پنجاب لیجسلیٹو کونسل)

۴-

۴- چوہدری بشیر الدین صاحب دھاریوالی (ممبر پنجاب لیجسلیٹو کونسل)

(بعض معززین کے پیغام جلسہ کے مقررہ وقت پر نہ پہنچ سکے مگر بعد میں دفتر دعوت و تبلیغ میں موصول ہوئے اُنہیں بھی دوسری جگہ شائع کیا جا رہا ہے)

پیغامات کے بعد مکرم مولوی مقبول احمد صاحب فاضل بی۔اے سابق مبلغ انگلستان نے سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے پہلے حضور کے ابتدائی خاندانی حالات کا مختصر طور پر ذکر کیا اور اس کے بعد مفصل طور پر اس زمانہ کی اصلاح اور روحانی رہنمائی کے مقدس کے لئے بھیجے جانے کا ذکر کیا۔ اور بتایا کہ آج جو ہم لوگ ایک ہی سٹیج پر آ کر مختلف مذاہب کے پیشوایان کی سیرت و سوانح پر اظہار خیالات کر رہے ہیں دراصل یہ سب کچھ اس مقدس وجود کی پاک تعلیم کا نتیجہ ہے۔ اور دراصل آپؑ نے قرآن کریم کی پیش کردہ تعلیم کو اپناتے ہوئے اپنے محبان وطن کے دلوں میں الفت و محبت بڑھانے کی یہ تجویز کی کہ ایک فرقہ کے لوگ دوسرے فرقہ کے پیشوایان کی اسی طرح عزت و تکریم کریں جس طرح اپنے بزرگوں کی کرتے ہیں۔ جس کا لازمی نتیجہ حالات کی درستی اور باہمی محبت کے رنگ میں ظاہر ہوگا۔ آپ نے اس تقریر میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بعض تحریرات کو بیان کرتے ہوئے بتایا کہ کس طرح آپ سچائی پر نثار ہونے والے اور اس کے لئے ہر قسم کی قربانی پیش کرنے والے تھے۔ آپ نے بتایا کہ چونکہ جماعت احمدیہ ایک بین الاقوامی حیثیت رکھتی ہے۔ اور اس کے ماننے والے اور اس کے مبلغین اکناف عالم میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اس لئے ہم لوگ جہاں بھی جاتے ہیں تمام مذاہب کے پیشواؤں کا ذکر بالکل اُسی طرح پر کرتے ہیں جس طرح اُن کے ماننے والے قرار دیتے ہیں۔

چونکہ یہ تقریر پروگرام کے رو سے آخری تقریر تھی اس لئے صاحب صدر نے اپنی صدارتی تقریر میں اس مقدس تقریب کے کامیابی سے انجام پذیر ہونے پر احباب جلسہ کو مبارکباد دی اور خصوصیت سے اپنے غیر مسلم بھائیوں کا شکریہ ادا کیا جو پوری دلچسپی کے ساتھ شریک جلسہ ہوئے اور اس کی کارروائی سنتے رہے۔ آپ نے اس امید کا اظہار کیا کہ اگر ہم لوگ ایک دوسرے بزرگوں کا اُسی طرح احترام کرنا سیکھ جائیں جس طرح اُن کے متبعین کرتے ہیں تو ملک سے تنافر کافور ہو جائے۔ اور آئے دن کے جھگڑے اور فساد مٹ جائیں۔ اور اس طرح پر جلسہ کی کارروائی ساڑھے سات بجے شام ختم ہوئی۔ اور نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھنے کا اعلان کیا گیا۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک۔

بمبئی

جلسہ کی کارروائی ۱۰ ۱/۲ بجے سے ایک بجے تک ہوئی۔ جلسہ کا اعلان اردو اور انگریزی کے اخبارات میں کیا گیا۔ اور قریباً دو صد معززین کے نام دعوت نامے جاری کئے گئے روزنامہ "ہندوستان" بمبئی نے ۲۵ر اپریل کے اشاعت میں اپنی طرف سے اس جلسہ کی غرض و غایت بیان کر کے اس میں شمولیت کی تلقین کی۔ اور ۲۷ر اپریل کے اشاعت میں قریباً سوا دو کالم کی ایک طویل مفید رپورٹ شائع کی۔ جس کا کچھ حصہ خلاصۃً اور کچھ اقتباس کے رنگ میں درج ذیل کیا جاتا ہے

"جلسہ کی صدارت سوامی کیدارناتھ جی نے فرمائی۔ تلاوت قرآن مجید سے جلسے کی ابتداء ہوئی ..... مولوی شریف احمد امینی صاحب نے کہا اسلام کا کوئی بھی مذہب شر اور فساد کی اجازت نہیں دیتا۔ ہمارے بزرگ ..... حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کئی برس پہلے فرما چکے ہیں کہ خدا رب العالمین ہے نہ کہ رب المسلمین ہے۔ انہوں نے فرمایا تھا کہ جسمانی نشو و نما کے لئے خدا نے غذائیں بنائی بالکل اسی طرح روحانی غذائیں بھی بنائی ہیں۔ مختلف مذاہب ہی مختلف روحانی غذائیں ہیں۔ اس کے بعد آپ نے تمام پیشوایان مذاہب کے جلسے کی غرض و غایت اور اس کی افادیت بیان کی۔

"صدر جلسہ سوامی کیدار ناتھ جی نے فرمایا کہ ہم سب کو امن و شانتی سے رہنا چاہیئے اور یہی مذہب کی روح ہے۔ آپ نے کہا کہ مذہب دنیا میں لوگوں کو سکھی بنانے کے لئے آتا ہے۔ اور سکھی بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ لوگوں کو آپس میں دشواش پیدا کرنا چاہیئے۔ تاکہ ہم میں انڈر سٹینڈنگ پیدا ہو۔ لوگوں میں پریم اور محبت رہے۔ اس وقت دھرم ہی دنیا کو راکھشش راستہ پر جانے سے روک سکتا ہے۔ آپ نے کہا کہ نام لینے سے دھرم نہیں ہوتا۔ بلکہ بغیر دھرم کا نام سُنے بھی اگر کوئی محبت اور شانتی کا کام کرتا ہے۔ تو وہ خود کار دھرم کا کام کرتا ہے۔ پہلے جب دھرم پر کام کرتے تھے تو ہمارا جیون کتنا سکھی تھا ...... اگر دنیا کو تباہی سے بچانا ہے تو دنیا کو دھرم کی طرف لوٹ آنا ہوگا ...

جب انسان اندر سے محبت اور پریم شانتی کا دلدادہ ہوگا تو وہ خود بخود ایسی خطرناک چیزوں (ایٹم وغیرہ) سے نفرت کرنے لگے گا۔

مسٹر ایس کے پائی ممبر پارلیمنٹ نے فرمایا کہ تمام پیغمبر اور اوتار کسی ایک ہی مذہب کے نہیں ہیں۔ بلکہ ساری انسانیت کے لئے ہیں اور تمام مذاہب کی بنیادی روح ایک ہی ہے

پھر پنڈت چندا نے تقریر کی۔ بعد ازاں مشہور پارسی مبلغ مسٹر دستور الیف۔ اے بوڈ نے حضرت زرتشت کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا کہ انہوں نے تلقین کی تھی۔ کہ بدی کے جذبہ کو ختم کر دینا چاہیئے۔ اور کہا ہم دعا کرتے ہیں کہ انسان مذاہب کی طرف رجوع کرے۔ پھر بودھ مذہب کے پیشوا بھکو شانتی بھوے نے حضرت بدھ کے متعلق فرمایا کہ انہوں نے محبت اور سکھ شانتی کا درس دیا۔ پھر مولوی شریف احمد صاحب امینی مبلغ بمبئی نے بتایا کہ کن حالات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرب میں عظیم الشان روحانی انقلاب برپا کیا۔ اس ضمن میں مولوی صاحب موصوف نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر کر کے بتایا کہ حضور نے امن و سلامتی اور محبت و شانتی کا سبق دیا۔ بانیٔ (جماعت) احمدیہ نے اس مقصد کے حصول کے لئے یہ طریقہ بتایا کہ تمام مذاہب کے پیشواؤں کی عزت و احترام کرو۔ اس کے بغیر ہم نے امن کا پیدا ہونا ناممکن قرار دیا ہے۔"

"اس کے بعد مسٹر جے ایس ولیم اور سردار گیانی گورچن سنگھ نے تقاریر کیں۔ آخر میں صدر جلسہ سوامی کیدار ناتھ جی نے اختتامی تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ہم تمام تقریروں کو سننے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ہر ایک پیشوا نے انتہا چار کے خلاف آواز بلند کی ہے ...... وہ غریب تھے مگر اس کے یہ معنے نہیں ہیں کہ چونکہ وہ غریب تھے اس لئے انہیں یہ مرتبہ ملا۔ نہیں ہرگز نہیں بلکہ

انہوں نے دنیاوی جاہ و جلال اور مادی اشیاء کی لالچ چھوڑ کر ریاضت کی قربانیاں دیں۔ تکالیف اٹھائیں۔ آپ نے کہا کہ آج کے مقدس دن ہم عہد کریں کہ ہم انسانوں سے ہمدردی اور رواداری سے پیش آئیں گے اور سال کے ۳۶۵ دن ہی اپنے میں نیکی اور بھلائی پیدا کرنے کی کوشش کریں گے"۔

سیری پار (اڑیسہ)

۱۸ اپریل کو جلسہ کیا گیا۔ جس میں مولوی خلیل الدین صاحب فاضل نے حضرت بدھ کے سوانح اور مولوی سید صمصام الدین صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کی سیرت اور کالے خاں صاحب صدر جماعت نے حضرت کرشنؑ کے حالات بیان کئے۔ بالآخر صدر جلسہ بابو نیلیتی صاحب مصر بی۔ اے نے ایک لمبی تقریر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کے متعلق بہت سی باتیں بیان فرمائیں۔

کنانور (مالابار)

محمود احمد صاحب مالاباری تحریر کرتے ہیں۔ کہ ۱۸ اپریل کو زیر صدارت مکرم مولوی عبد اللہ صاحب مالاباری مبلغ جلسہ کیا گیا جس کی اطلاع بذریعہ اشتہارات اور دعوتی خطوط کی گئی تھی۔ بعد تلاوت و نظم صاحب صدر کی افتتاحی تقریر کے بعد مسٹر عبد الرحیم صاحب نائب ایڈیٹر ستیہ دوتھم نے جلسہ کی غرض و غایت بیان کی۔ پھر پنڈت شری پتم ناتھ صاحب نے حضرت گوتم بدھ کے سوانح بیان کئے بعد ازاں مسٹر ٹی وی اننندن نے حضرت کرشنؑ اور حضرت رام چندر جی کے حالات پر ایک تحقیقی اور علمی تقریر فرمائی۔ جس میں یہ بھی ذکر کیا کہ مہرشی ویاس جی نے حضرت کرشن کے نام پر گیتا تصنیف کی۔ نیز آپ نے جماعت احمدیہ کی اس مساعی کی تعریف کی۔ اور فرمایا کہ اس زمانہ میں کہ مذاہب اور پیشوایان مذاہب کے بارے میں غلط فہمیاں پھیلائی ہوئی ہیں۔ اور بعض لوگوں نے ترقی پسندی کے نام پر پیشوایان مذاہب کو جھگڑا اور فتنہ و فساد کا تمام بانی قرار دے کر دنیا کے سامنے ان کی بھیانک شکل ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے۔ جماعت احمدیہ کی ان کے سچے ایدیشوں کو ظاہر کرنے کی مساعی قابل تعریف ہیں۔ اور امن و شانتی کی فضاء پیدا کر سکتی ہیں۔ بلکہ ایسی مجالس کا انعقاد بین الاقوامی سیاسی مجلس سے بھی بہتر ثابت ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد مکرم مولوی احمد رشید صاحب فاضل مبلغ سلسلہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات زندگی اور آپ کی پُر امن تعلیمات کا ذکر کیا۔ اور غیر مسلموں کے ساتھ فراخدلی کے بیان میں عیسائی وفد نجران کو مسجد میں اپنے طریق پر عبادت کرنے کی اجازت دینے کا ذکر کیا۔ جبکہ اس زمانہ میں ایسی فراخدلی کا لوگ اظہار نہیں کرتے اور مساجد کے سامنے باجہ بجانے پر فسادات ہو جاتے ہیں۔ آپ نے بتایا کہ ٹرا ونکور میں احمدیہ مسجد میں ایک عیسائی سے گفتگو کرتے ہوئے نماز کا وقت ہو گیا۔ تو اس عیسائی نے کہا کیا آپ مجھے بھی مسجد میں پرارتھنا کی اجازت دیں گے۔ میں نے کہا بڑی خوشی سے۔ چنانچہ اس نے اپنے طریق پر عبادت کی۔ آپ نے بتایا کہ آنحضرت صلعم کا دیا ہوا سبق دنیا بھول گئی۔ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام امن کا شہزادہ بن کر اسے یاد کرانے آئے ہیں۔ اس کے بعد مسٹر سیدی گم پی ایس سی نے حضرت عیسےؑ کے سوانح پر تقریر کی۔ آخر پر محترم مولوی عبد اللہ صاحب مالا باری فاضل نے اختتامی تقریر میں فرمایا کہ مقررین نے اپنے اپنے نقطۂ نظر کے مطابق رہنمایان مذاہب کے حالات اور تعلیم بیان کئے ہیں۔ باوجود بعض باتوں میں اختلاف کے ہم ان کی باتیں تحمل اور بردباری سے سُن سکتے ہیں ہمارے فاضل ہندو دوست نے جو کچھ ذکر کیا ہے۔ بہر حال اس قدر بات تو ظاہر ہے کہ مہرشی ویاس جی کے زمانہ سے بہت پہلے حضرت کرشن کی محبت لوگوں کے ذہنوں میں گھر کر چکی تھی۔ اس لئے ویاس جی نے ان کے نام پر بھاگوت گیتا پیش کی۔ کروڑوں لوگوں کے دلوں میں آپ کی عزت و محبت اس لئے تھی کہ آپ اللہ تعالےٰ کے برگزیدہ بندے تھے۔ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کی تعلیم کی رو سے ہمارا یقین ہے کہ آریہ ورت کے اوتاروں میں سب سے بڑے اور سب سے ممتاز حضرت کرشن تھے۔

پٹنہ

سید خورشید عالم صاحب بی۔ ایس سی اطلاع دیتے ہیں کہ پٹنہ صوبہ بہار کا مرکز ہے۔ لیکن بہت ہی قلیل سی جماعت ہے جو ۹۵ فیصدی

غیر مقامی احباب یعنی چند طالب علموں ایک پروفیسر اور چند سرکاری عہدیداران پر مشتمل ہے۔ ۱۸ اپریل کو بھیا سر فیکل ہال میں زیر صدارت چیئرمین بہار پبلک سروس کمیشن ڈاکٹر امرناتھ جھا جلسہ ہوا۔ سید اختر احمد صاحب اورینوی ایم اے پروفیسر پٹنہ کالج نے جلسہ کی غرض و غایت بیان کی۔ پھر پروفیسر ایس مصرا صاحب نے بانی بدھ مذہب اور بدھ مذہب پر روشنی ڈالی۔ جناب ڈاکٹر پی۔ جے فلپ صاحب نے حضرت عیسیٰؑ اور مذہب عیسوی پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ پروفیسر کریم احمد صاحب کو بانی و مذہب اسلام پر اپنے خیالات کے اظہار کا موقعہ ملا۔ بھائی نند سنگھ نے سکھ مذہب اور اس کے بانی کے بارے میں اچھے خیالات کا اظہار کیا۔ سید اختر احمد صاحب اور ینوی نے اسلام کی احمدیت نقطۂ نگاہ سے وضاحت کی۔ آخر میں جناب صدر مذکور نے نہایت مختصر لیکن دلچسپ اور جامع الفاظ میں حاضرین جلسہ کا شکریہ ادا کیا۔ اور پھر کچھ اپنے قیمتی خیالات کا بھی اظہار کیا۔

اخبار عالم احمدیت بقیہ صـ

کے ذریعہ نیو یارک روانہ ہوئے۔ نیز مکرم نذیر احمد صاحب رائے ونڈی مبلغ سیرالیون (مغربی افریقہ) سے پاکستان جاتے ہوئے آج لندن پہنچے۔

— بورنیو (بذریعہ تار) محترم مرزا محمد ادریس صاحب مبلغ اطلاع دیتے ہیں کہ جناب مولوی محمد سعید صاحب انصاری مبلغ بخیریت مع اہل و عیال بورنیو پہنچ گئے۔

— لاہور ۱۸ مئی۔ چوہدری خلیل احمد صاحب ناصر ایم۔ اے مبلغ انچارج امریکہ مشن، جاپان کی مذہبی کانفرنس میں شمولیت کے بعد فلپائن اور انڈونیشیا کے مسلمان رہنماؤں سے ملتے ہوئے آج دہلی سے لاہور پہنچے اور بذریعہ بس ربوہ تشریف لے گئے۔

— جلسہ سالانہ ۱۹۵۱ء پر ربوہ میں مکرم شاہ محمد صاحب رئیس التبلیغ نے انڈونیشیا میں احمدیت کے نفوذ کے بارے میں تقریر کرتے ہوئے بیان کیا کہ یہ حکومت دنیا کی نئی حکومتوں میں سے ساتویں ہے۔ جسے قوم پرست لوگوں کی چالیس سالہ جد و جہد اور جہد و ریت اور دلعزیزی کی ۴½ سالہ جنگ کے بعد حاصل کیا گیا ہے۔ اور جس کی بنیاد ۲۷ دسمبر ۱۹۴۹ء کو رکھی گئی۔ تین ہزار جزائر قریباً ۵ لاکھ مربع میل اور قریباً آٹھ کروڑ آبادی پر مشتمل ہے۔ جنگلات اور معدنیات سب سے پہلے

یوم پیشوایان مذاہب قادیان کیلئے پیغامات

(۱) جناب سردار گوربچن سنگھ صاحب باجوہ وزیر پبلک ورکس پنجاب نے ذیل کا پیغام ارسال فرمایا:-

یوم پیشوایان مذاہب کے جلسہ کی صدارت کے لئے جو ۲۵ راپریل کو منعقد ہو رہا ہے آپ کا دعوت نامہ موصول ہوا میں بہت ممنون ہوں۔ مجھے ایسے جلسے میں شمولیت سے بہت ہی مسرت ہوتی بشرطیکہ کسی اور جگہ کا پہلے سے طے شدہ پروگرام اس امر میں مانع نہ ہوتا۔

تمام بڑے مذاہب کے بنیادی بڑے اصول یکساں ہیں۔ اور ان کا اختلاف صرف ان معمولی تفاصیل میں ہے۔ جو مختلف لوگوں کی طرف سے مقصد تشریحات کے مدارج میں پائی جاتی ہیں۔ تمام مذاہب کی غرض و غایت یہ ہے کہ خود غرضی کو دور کر کے بنی نوع انسان کو مادہ پرستی سے اوپر اٹھایا جائے بلا تفریق رنگ و نسل اور مذہب بانیان مذاہب تمام انسانوں کے لئے صلح اور محبت کے جذبہ سے سرشار تھے۔ انہوں نے ذاتی نقصان برداشت کر کے بھی رواداری عفو اور بھائی چارہ کی سپرٹ کی تعلیم دی۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ حقیقی معنوں میں ایک مذہبی انسان وہ ہے کہ جو مختلف العقیدہ لوگوں کے لئے سب سے زیادہ رواداری اور تحمل کا مالک ہو۔ وسیع القلب لوگوں کو مختلف مذاہب میں صداقت نظر آجاتی ہے۔ لیکن تنگ دل اشخاص کو ہر جگہ اختلاف ہی نظر آتا ہے۔ لیکن مقام تاسف ہے کہ ہم اس اختلاف کے باعث بعض اوقات صحیح راستہ سے بھٹک کر نتیجۃً آزردگی اور رنج و اندوہ سے دوچار ہوتے ہیں۔ در حقیقت مذہب اصلی معنوں میں سب سے زیادہ پُر مسرت چیز ہے۔ جو کہ روح انسان جان سکتی ہے۔ اور جب حقیقی مذہب حاصل ہو جاتا ہے۔ تو ہم یوں دیکھتے ہیں کہ وہ امن، خوشی اور مسرت کا باعث ہوتا ہے۔ اگر ہمارے مذہبی ادارے ان عظیم صداقتوں کو اخذ کریں تو اس کے نتیجہ میں ایسی خوشی حاصل ہوگی اور اتنی کثرت سے لوگ ان کے پاس آنے شروع ہو جائیں گے کہ ان کی عمارتوں کی دیواریں تک پھیلتی معلوم ہوں گی۔ اس وقت جبکہ ایک دوسرے سے خوف کا بھوت ہمارے سب کے سر پر سوار ہے اس حقیقت کا شعور ازبس ضروری ہے۔ اس

اور خوشی لانے میں مادہ پرستی یقیناً ناکام رہی ہے۔ لیکن اگر ہم روحانی، تمدن کے لحاظ سے اپنے تئیں بلند نہیں کرتے تو مادہ پرستی نوع انسان کو تہس نہس کر کے رکھ دے گی۔

میں اس سالانہ کانفرنس کی کامیابی کا خواہشمند ہوں۔ کہ جس کا مقصد امن۔ باہمی رواداری اور فرقہ وارانہ اتحاد کو ترقی دینا ہے (ترجمہ)

(۲) جناب مسٹر اے ایل فلیچر صاحب کمشنر انبالہ و جالندھر ڈویژن جالندھر شہر سے ۱۷ راپریل کو تحریر فرماتے ہیں:-

یوم پیشوایان مذاہب کے سالانہ اجلاس میں شمولیت کے لئے دعوت نامہ موصول ہوا۔ میں ممنون ہوں۔ مجھے افسوس ہے کہ دیگر مصروفیات کے باعث میں اس میں شمولیت سے معذور ہوں۔

آپ نے مجھے پیغام ارسال کرنے کے لئے درخواست کی ہے۔ میرا پیغام یہ ہے کہ:

فرقہ وارانہ اتحاد و ہم آہنگی اور مذہبی رواداری نوع انسان کی ترقی کے لئے اور بالخصوص ہمارے ملک میں بہت ہی اہمیت رکھتی ہے۔ میں اس کنونشن کی پوری کامیابی کا خواہشمند ہوں اور میری التجا ہے کہ یہ کنونشن رفاقت۔ فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور تمام مذاہب کے بھائی چارہ کے نیک مقاصد کی ترقی کا باعث بنے۔

آپ کا مخلص

اے۔ایل فلیچر (ترجمہ)

(۳) جناب موہن لال صاحب بی۔اے ایل۔ایل بی ایڈوکیٹ ممبر پنجاب لیجسلیٹو کونسل بٹالہ سے تحریر فرماتے ہیں:-

جلسہ یوم پیشوایان مذاہب میں شمولیت کے لئے جو کہ زیر نگرانی جماعت احمدیہ ۲۵ راپریل کو منعقد ہوگا دعوت نامہ موصول ہوا۔ بہت ممنون ہوں۔ میری شدید خواہش تھی کہ میں خود پہنچ کر شرکت کروں۔ لیکن متاسف ہوں کہ ایک اپریشن کے باعث معذور ہوں ڈاکٹری مشورہ کے مطابق میں ابھی سفر کے قابل نہیں۔ اس لئے اس جلسہ میں پڑھنے کے لئے ذیل کا پیغام ارسال کرتا ہوں۔

میں صمیم قلب سے اس کانفرنس کی کامیابی چاہتا ہوں۔ کیونکہ اس کا مقصد نیک ہے۔ اور اس وقت اس کی ضرورت ہے۔

آج کا مادہ پرست دنیا کا یہ حال ہے کہ وہ نہ آؤ دیکھتی ہے نہ تاؤ وہ اپنی مکمل تباہی کی طرف نہایت تیزی سے بھاگ رہی ہے۔ فخر کے ساتھ ایسے تباہ کن ہتھیاروں کی ایجاد ہو رہی ہے کہ جن کی طاقت عقل و فہم سے بالا ہے۔ انسان اپنے آپ میں اور اپنی تخلیقی قابلیتوں میں از حد معروف ہے چنانچہ وہ اپنے روحانی پہلو کو آنکھوں سے اوجھل کر چکا ہے۔ آج وہ اس امر کو فراموش کر چکا ہے کہ ہم سب سے بالا ایک غالب قدیر مطلق اور علیم مطلق طاقت ہے۔ جو ہمارے منتہائے مقصود کی مالک ہے۔

آج دنیا کو روح کا پیغام درکار ہے۔ ضرورت ہے کہ اسے اس خدائی پیغام کی یاد دلائی جائے جو خدا کا رنوع انسان کو وقتاً فوقتاً رشیوں۔ اوتاروں۔ گوروں۔ نبیوں اور رسولوں کے ذریعے پہنچتا رہا ہے اسی راہ سے دنیا کی نجات وابستہ ہے۔ آپ کی کانفرنس نہایت ہی باموقعہ اور اہم ہے۔ کاش اس قسم کے جلسے ہمارے ملک میں بلکہ تمام دنیا بھر میں وقتاً فوقتاً کثرت سے ہوں۔ خدا آپ کی مساعی بابرکت کرے (ترجمہ)

(۴) جناب چوہدری بشیر الدین صاحب ایم۔ایل۔سی نہاریوال نے تحریر فرمایا:-

کرمی جناب حکیم صاحب

آداب۔ آپ کی دعوت کانفرنس مذاہب میں شمولیت کے لئے نہایت شکر گذار ہوں مجھے ازحد افسوس ہے کہ میں حاضر نہیں ہو سکتا امید ہے معاف فرمائیں گے۔

دعا ہے کہ یہ کانفرنس ہر طرح سے کامیاب ہو۔ اور خدا تعالیٰ اس پر اپنی برکات نازل کرے۔ تاکہ اس کے ذریعہ سے محبت اور صلح کے جذبات سے حاضرین کے دل متاثر کئے جائیں۔ اور وہ سنہری زمانہ جس میں لوگ آپس کے تفرقات کو بھول کر انسان کی قدر انسانیت سے کرنا سیکھیں۔ اور آپس میں بھائیوں کی طرح رہیں جلد آئے۔

اس نازک زمانہ میں عوام الناس اسی بات میں سمجھتے ہیں کہ اینٹ کا جواب پتھر سے دیا جائے۔ اور قومیں اپنی اپنی برتری کے لئے خوفناک ہتھیاروں کی ایجاد میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانا چاہتی ہیں اور دنیاوی واقتصادی طاقت کے لئے دیوانہ وار دوڑ رہی ہیں روحانی طاقت کی قدر و منزلت کو بالکل پس پشت ڈالا جا رہا ہے۔ افسوس یہ ہے کہ عام دنیاوی اصطلاح میں اس بے پناہ تیز روی کو ترقی کہا جا رہا ہے۔ اور مذہب کو محض باہمی نفرت کا حربہ بنایا جا رہا ہے۔ کاش کہ اس کانفرنس میں ایک ایسا روحانی زور پیدا ہو کہ لوگ اس باطل پرستی کو ترک کر کے حقیقت اور اصلیت کی طرف متوجہ ہوں۔

میرا حاضرین کو سلام عرض فرما دیں

نیاز مند بشیر الدین

Basheer ud din

(۵) ڈاکٹر اشنکر داس صاحب مہرہ ایم۔بی۔بی۔ایس دہلی تحریر فرماتے ہیں (یہ مضمون جلسہ کے بعد موصول ہوا):-

مجھے تحریک یوم پیشوایان مذاہب سے متعلق ہو کر بہت ہی زیادہ مسرت حاصل ہوتی ہے۔ یہ تحریک جو کہ عظیم جماعت احمدیہ کے ذریعہ شروع ہوئی۔ اس جماعت کی وسیع القلبی اور وسعت نظری کی ایک مظہر ہے۔ بدوں ایسی تحریک کے ہندوستان میں فرقہ وارانہ اتحاد۔ وحدت قومی کی تعمیر اور سیکولرازم محض ایک خواب رہے گا۔ خدا اس نیک تحریک کو کامیاب کرے۔

ماضی میں انسان کو انسان سے جدا کرنے میں بری طاقتوں نے مذہبی سربراہوں اور ان کے اصولوں کو آلۂ کار بنایا ہے۔ قرون وسطیٰ میں تمام جنگیں انہی بد طاقتوں کے ذریعہ عمل میں آئیں۔ آیئے اب ہم ان بڑی شخصیتوں اور ان کی تعلیمات کا نوع انسانی کے مختلف فرقوں کے درمیان رابطۂ محبت کی نشوونما کے لئے استعمال کریں۔ ہائیڈروجن بم کا جو خطرہ تہذیب انسانی کے سر پر منڈلا رہا ہے اسے رفع کرنے کا یہی واحد طریق ہے۔ دنیا میں پیغمبر یا اوتار وہ مہان ہستیاں گذری ہیں جن کا سر ہمیشہ خدا کے سجدہ میں رہا اور جسم اور دل مخلوق خدا کی بھلائی میں (ترجمہ)

ڈاکٹر صاحب محترم ایک حادثہ سے دوچار ہوئے۔ جس سے آپ کا ایک ہاتھ پہنچے سے کاٹنا پڑا۔ آپ کی صحت کاملہ کے لئے احباب دعا فرمائیں۔ ہمیں اس حادثہ کے باعث قلبی اذیت ہوئی ہے۔ (ادارہ)

عزم کا قبول برم بقیہ صک

نے میرے محبوب نبی کریم کی توہین کی تھی میں ناموس رسول صلعم کی خاطر انہیں قتل کرنا چاہتا تھا۔

ایک موقعہ پر ملزم حمید نے اپنی تسبیح کا امام مرزا صاحب کی جانب بڑھاتے ہوئے کہا کہ اس میں سب کچھ نظر آتا ہے۔ اس میں دیکھ کر آپ سب کچھ مان جائیں گے (امام میں مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی شبیہ نظر آتی تھی) پاس کھڑے ہوئے لوگوں نے ملزم کو مرزا

مسٹر دولتانہ کی تقریروں اور پنجاب مسلم لیگ کی قراردادوں سے

صدر پاکستان مسلم لیگ خواجہ ناظم الدین مشکل میں پڑ گئے تھے

تحقیقاتی رپورٹ کا پانچواں باب

صدروٹ وزارت کی برطرفی کے بعد جن دنوں دفعہ ۹۲ الف نافذ تھی۔ میاں عبدالباری نے مسلم لیگ کے بعض رہنماؤں کو گورنر کے مشیر کی حیثیت سے نامزد کیا اس طرح صوبائی حکومت کی ذمہ داری اگرچہ گورنر پر تھی جو گورنر جنرل کی طرف سے برسرپیکار تھے۔ تاہم وہ اسی طرح پر کام کر رہے تھے۔ جس پر عوامی وزارت کے برسر اقتدار ہونے کے زمانے میں کیا جاتا ہے۔ اس اعتبار سے مشیروں کی پوزیشن وہی تھی۔ جو وزیروں کی ہوا کرتی ہے۔ اس د قانون اور نظم و ضبط کے مشیر ملک محمد انور تھے۔ جو اس عہدے پر ۴ر نومبر ۱۹۴۹ء سے ۲۴ر جولائی ۱۹۵۰ء تک فائز رہے۔

اگرچہ مسٹر دولتانہ کے یکم راپریل ۱۹۵۲ء کے اخباری بیان اور اس کے مطابق ۲ر اپریل ۱۹۵۲ء کو ماتحت لیگی تنظیموں کو جو ہدایات بھیجی گئیں سالن میں مسلم لیگی کارکنوں کو مسلم لیگ کے سوا دوسری جماعتوں کی جلسوں کی صدارت کرنے سے روک دیا گیا تھا۔ اور انہیں ہدایت کر دی گئی تھی۔ کہ وہ باشندگان پاکستان کے مختلف گروہوں میں ہنگامگی یا دشمنی پیدا کرنے والی سرگرمیوں میں کوئی حصہ نہ لیں۔ تاہم لیگ کی کسی تنظیم نے ان ہدایات کا یہ مطلب نہ سمجھا کہ اس کے کارکنوں کو تحریک تحفظ ختم نبوت میں بھی حصہ لینے کی اجازت نہیں۔ ان ہدایات سے خالص معاشری یا غیر سیاسی سرگرمیوں کو مستثنیٰ قرار دیا گیا تھا۔ اور ہرچند یہ واضح کر دیا گیا تھا کہ لفظ "سیاسی" کو مبہم سے معنے نہ دیئے جائیں تاہم متعدد اضلاع میں مسلم لیگ کے کارکنوں نے کھلے دل سے اور پوری طرح تحریک تحفظ ختم نبوت کا ساتھ دیا۔ اس کے علاوہ اس ہدایت کو بھی پوری وقعت نہیں دی گئی کہ مسلم لیگی کارکن باشندگان پاکستان کے مختلف گروہوں میں بے گانگی یا دشمنی پیدا کرنے والی سرگرمیوں میں حصہ نہ لیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لیگ کے اراکین اور عہدیدار اور لیگ کے ٹکٹ پر کامیاب ہونے والے ایم۔ ایل۔ اے اس تحریک کی حمایت میں آزادانہ طور پر حصہ لینے لگے۔ یہ سرگرمیاں اگر کبھی صوبہ لیگ کے علم میں کبھی آئی بھی ہوں تو ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی گئی

اور بعض لیگی کارکنوں نے اسبار سے میں صوبائی تنظیم سے کبھی استفسار بھی کیا تو اس کا کوئی قطعی جواب نہیں دیا گیا۔ گوجرانوالہ کی شہری مسلم لیگ نے ۱۷ر جولائی ۱۹۵۲ء کے اجلاس میں ایک قرارداد منظور کی تھی کہ ختم نبوت اسلام کے بنیادی عقائد میں شامل ہے۔ اس قرارداد میں مساجد پر دفعہ ۱۴۴ کے تحت پابندی کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے ان احکام کو "مداخلت فی الدین" قرار دیا گیا تھا۔ اور حکومت سے کہا گیا تھا کہ وہ نہ صرف ان احکام کو منسوخ کرے بلکہ ان تمام مقدمات کو واپس لے جو ان احکام کی خلاف ورزی کے الزام میں چل رہے ہیں۔ شہری مسلم لیگ گوجرانوالہ کی اس قرارداد کے بعد شہری مسلم لیگ سرگودھا نے ۲۰ر جولائی کو یہ قرارداد منظور کی۔ کہ احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ اس قرارداد میں صوبہ مسلم لیگ اور کل پاکستان مسلم لیگ سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ حکومت سے یہ فیصلہ کرانے کے لئے عملی قدم اٹھائے۔ شہری مسلم لیگ کامونکے نے بھی ایک ایسی ہی قرارداد منظور کی جس میں قادیانیوں کو لیگ کی رکنیت کے نااہل قرار دیا۔ اور لیگ سے ان کے اخراج کا مطالبہ کیا۔

صوبہ لیگ کی قرارداد

صوبائی مجلس عاملہ نے صوبہ مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں ۲۶ر اور ۲۷ر جولائی ۱۹۵۲ء کو پیش کرنے کے لئے احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے مطالبہ پر مسلسل جو قراردادیں مرتب کیں۔ ان سے یہ سرکردہ لیگی کارکن متعلق تھے:-

(۱) قاضی مرید احمد ایم۔ ایل۔ اے کونسلر پنجاب مسلم لیگ (۲) صاحبزادہ محمود شاہ گجرات کونسلر مسلم لیگ (۳) محمد اسلام الدین ایم۔ ایل۔ اے (۴) مولانا سید احمد سعید کاظمی رکن صوبہ مسلم لیگ کونسل (۵) خواجہ عبدالحکیم صدیقی صدر شہری مسلم لیگ ملتان (۶) صوفی محمد عبدالغفار لدھیانوی آفس سیکرٹری ڈسٹرکٹ مسلم لیگ و کونسلر پنجاب مسلم لیگ اور (۷) محمد ابراہیم قریشی جنرل سیکرٹری سٹی مسلم لیگ جھنگ و کونسلر پنجاب مسلم لیگ ان قراردادوں کا مطالعہ صدر مسٹر دولتانہ اور دوسرے عہدیداروں نے کیا۔

اگرچہ یہ معلوم نہیں کہ کونسل کے دوسرے اجلاس میں ۲۷ر جولائی کو جو قرارداد پیش ہوئی اسے کس نے مرتب یا تجویز کیا تاہم مسٹر دولتانہ نے اس کی پوری ذمہ داری اپنے سر لی ہے۔ یہ قرارداد آٹھ کے مقابلے میں ۲۸ کی غالب کثرت سے منظور ہوئی۔ اس میں کہا گیا تھا کہ مسئلہ ختم نبوت پر مسلمانوں اور قادیانیوں کے اختلافات بنیادی نوعیت کے ہیں اور انہی کی بنا پر یہ تجویز پیش کی گئی۔ کہ قادیانیوں کو پاکستان کے آئین میں غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ قرارداد میں کہا گیا یہ تجویز ایک متحد مسلمانوں کے ردعمل کی آئینہ دار ہے۔ جو مذہبی معاملات اور شہری اور معاشرتی زندگی کے دوسرے دوائر میں قادیانیوں کی علیحدگی پسندی کا پیدا کیا ہوا ہے۔ یہ تجویز ایسے اہم اور نازک آئینی اور قانونی مسائل سے تعلق رکھتی ہے۔ جو بڑے گہرے غور و خوض کے محتاج ہیں۔ اور جنہیں پاکستان کی مجلس دستور ساز کی تجربہ کار اور قیادت اور صوابدید پر پورے اعتماد سے چھوڑا جاتا ہے۔ قرارداد میں مزید کہا گیا کہ اس دوران میں مسلم لیگ کے ہر کارکن کو امن و امان کی وہ فضا پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے جس کا ہونا بنیادی آئینی پالیسی پر اثر انداز ہونے والے سوچے سمجھے فیصلوں کے لئے ناگزیر ہے۔ قرارداد میں کونسل نے اس اصول کی بڑی سختی سے پابند اور پیرو ہونے کا یقین دلایا کہ مسلمانان پاکستان کا جمہوری ہی نہیں، مذہبی فریضہ بھی یہی ہے کہ اس ملک کے باشندوں کی جان و مال اور آبرو کی بلا امتیاز مذہب و ملت حفاظت کریں گے۔

دولتانہ کا نظریہ

اس قرارداد میں جو خیال کار فرما ہے۔ اس کی وضاحت مسٹر دولتانہ پسرور کے مقام پر سیالکوٹ ڈسٹرکٹ مسلم لیگ کانفرنس میں پہلے کر چکے تھے۔ اور قرارداد کی منظوری کے بعد بھی انہوں نے ۳۰ر اگست کو لاہور میں حضوری باغ کے مقام پر اور ۱۳ر ستمبر کو راولپنڈی میں تقریر کے دوران میں کی تھی۔ ان میں سے ہر تقریر میں مسٹر دولتانہ نے ختم نبوت پر اپنے اور تمام مسلمانوں کے ایمان پر زور دیتے ہوئے

کہا تھا کہ اس عقیدہ کو نہ ماننے کے کیا نتائج ہو سکتے ہیں اور اس پر جو مطالبات مبنی ہیں۔ ان کی نوعیت کیا ہے انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ یہ مطالبات آئینی ہیں۔ اور مرکز ہی ان کے بارے میں کچھ کر سکتا ہے۔ البتہ ان تقریروں میں مسٹر دولتانہ نے اس امر پر زور دیا تھا کہ پاکستان میں مذہبی اقلیتوں کو جان، مال اور آبرو کا تحفظ حاصل کرنے کا پورا حق ہے۔ الفاظ کے ذریعہ سے جس قدر واضح اور غیر مبہم طور پر قرارداد اور ان تقریروں میں کہا گیا ہے کہ مسلم لیگ اور خود مسٹر دولتانہ قادیانیوں کو غیر مسلم سمجھتے تھے یہی نتیجہ ہے جو مسٹر دولتانہ کی حضوری باغ والی تقریر سے اخذ کیا جا سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کو محل نظر اور موضوع بحث قرار دینا بھی کفر کے مترادف ہے۔ یہ مسئلہ ہمارے ایمان کا جزو ہونے کی حیثیت سے بحث و استدلال سے بلند و بالا ہے۔ قادیانی اپنے علیحدگی پسند رجحانات کے باعث خود ہی ان شدید جذبات کے ذمہ دار ہیں۔ جو ان کے خلاف پیدا ہو گئے ہیں۔ راولپنڈی میں انہوں نے جو تقریر کی اس سے بھی یہی نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے۔ ۲۵ر اکتوبر کو نظام آباد میں ہونے والی ڈسٹرکٹ مسلم لیگ کانفرنس میں انہوں نے جو تقریر کی اس میں ایک درپردہ اشارہ تھا کہ بعض افراد مسلمانوں میں افتراق کا بیج بو رہے ہیں۔ ایسے لوگ اسلامی اتحاد ہی کو نہیں پاکستان کی سالمیت کو بھی پارہ پارہ کر رہے ہیں۔ لیکن مسٹر دولتانہ نے اس سے قبل جو تقریریں کی تھیں۔ انہیں پیش نظر رکھا جائے تو یہ اشارہ مسلمانوں اور احمدیوں کے اختلافات کی طرف نہیں تھا۔ کیونکہ احمدی تو ان کی سابقہ تقریروں کے مطابق واضح طور پر دائرۂ اسلام سے خارج تھے

قرارداد اور تقریروں میں دوسرا نکتہ یہ پیش کیا گیا کہ احمدیوں سے متعلق مطالبہ [illegible] بنیادی طور پر آئینی ہے۔ اس لئے صرف ارباب اقتدار یعنی کل پاکستان مسلم لیگ مرکزی حکومت اور مجلس دستور ساز ہی ان کے بارے میں کچھ کر سکتی ہیں۔ مسٹر دولتانہ نے صورت حال کے متعلق جو بیان دیا۔ اس کی پیچیدگیوں کا انہیں لازماً اچھی طرح احساس ہو گا۔ قرارداد اور ان کی تقریروں میں جو الفاظ استعمال ہوئے۔ اور جو اسلوب بیان اختیار کیا گیا۔ ان میں اسباب کا اظہار بڑی وضاحت سے ہوا ہے۔ کہ نظم و ضبط کے

اگر مطالبات تسلیم کر لئے جاتے تو اس سے یقیناً پاکستان کی بدنامی ہوتی اور دنیا بھر میں اس دعوے کی تضحیک ہوتی کہ پاکستان ایک ترقی پسند جمہوریہ ہے

پہلو کے سوا جس کا ان مطالبات سے کوئی واسطہ نہیں۔ ان مطالبات پر مرکز ہی غور کر سکتا ہے اور وہی ان کو تسلیم کرانے کے لئے ضروری قدم اٹھا سکتا ہے۔ اس کے بعد کوئی شخص یہ کہنے کی جرأت نہیں کر سکتا تھا۔ کہ احمدی ایک علیحدہ گروہ نہیں ہیں یا دائرہ اسلام میں شامل ہیں۔ ان الفاظ کی روشنی میں کوئی یہ بھی نہیں کہہ سکتا تھا کہ احمدیوں کے خلاف مطالبات ناجائز یا بے بنیاد ہیں۔ اس لئے ان کو مسترد کر دینا چاہیئے۔

ناظم الدین کی مشکل

ان تقریروں، بیانات اور قراردادوں سے صدر پاکستان مسلم لیگ خواجہ ناظم الدین مشکل میں پڑ گئے جب ان مطالبات کو جائز قرار دیا گیا۔ اسکے بعد اس سلسلہ میں تمام مطالبات ... تجاویز ... کو کہے جاتے تھے۔ اور ان مطالبات کو تسلیم کرنے یا ان کی حمایت میں جو سرگرمیاں ہوئی تھیں۔ ان کا حکام یعنی وزیر اعظم پاکستان اور کل پاکستان مسلم لیگ کے صدر خواجہ ناظم الدین کے خلاف ہونا تھیں جو اگر چاہتے تو ان مطالبات کو لیگ کے اجلاس میں تسلیم کرا کے مجلس دستور ساز میں منظور کرا سکتے تھے۔ چنانچہ حالات نے وہی راہ اختیار کی جو طے شدہ تھی اور خواجہ ناظم الدین کو یہ احساس ہونے لگا کہ وہ مشکل پوزیشن میں الجھ گئے ہیں۔ ایک ایسی پوزیشن جس میں اگر مطالبات صوبائی حکومت سے متعلق ہوتے تو خود مسٹر دولتانہ بھی اپنے آپکو مبتلا پاتے سرگرمیاں کراچی میں مرتکز ہو کر رہ گئیں جہاں علماء کے وفود یکے بعد دیگرے خواجہ ناظم الدین سے ملاقاتیں اور ان سے اس سلسلہ میں بات چیت کرتے رہے۔ علماء سے ان کی ملاقاتیں اور ان میں جو کچھ ہوا۔ اس کا تذکرہ ازیں پیشتر کیا جا چکا ہے۔ خواجہ ناظم الدین شدید طور پر ایک مذہبی آدمی اور پرخلوص عقائد کے مالک ہونے کی وجہ سے انتہائی مشکلات کا شکار ہو کر رہ گئے وہ علمائے مذہب کے دلائل کا جو انکے اپنے عقیدہ کے مطابق تھے۔ ابطال نہیں کر سکتے تھے۔ کہ قائد اعظم کی وفات قرارداد مقاصد کی منظوری اور بنیادی اصول کی کمیٹی کی سفارشات کے بعد علماء کتنی طاقت حاصل کر چکے ہیں۔ اگر وہ مطالبات مسترد کر دیتے۔ تو جیسا کہ خود انہوں نے کہا ہے کہ علماء سے اُن کا تصادم ہو جاتا جس سے ہر قیمت پر احتراز کرنا چاہتے تھے۔ وہ مطالبات کو تسلیم نہیں کر سکتے تھے۔ کیونکہ ایسی ... پاکستان کی بدنامی ہوتی اور پاکستان کے اس دعوی کی دنیا بھر میں تضحیک ہوتی۔ کہ یہ ایک ترقی پذیر جمہوریہ ہے۔ کہ اس سلسلہ میں مصالحت یا عارضی طور پر اس معاملہ کو سرد خانہ تعویق میں ڈالنے کے متعلق تمام کوششیں ناکام رہیں۔ اگرچہ یہ مسئلہ بلا شبہ بڑا اہم تھا۔ مگر اس کی پیچیدگیاں اتنی خطرناک اور اہم نوعیت کی تھیں۔ کہ اس کا کوئی بھی واضح فیصلہ زیادہ دن کسی کے حق میں ہوتا انہیں مزید دشواریوں میں الجھا دیتا۔

خواجہ ناظم الدین کو اس ناگوار پوزیشن میں کس نے مبتلا کیا؟ اس کا جواب لازماً یہ ہونا چاہیئے کہ پنجاب مسلم لیگ کی قرارداد اور اس کی تشریح و توضیح تھی۔ جب لیگ نے مطالبات کے موجودہ جواز کو سرکاری طور پر تسلیم کر لیا۔ تو ایجی ٹیشن کا رخ کراچی کی طرف منتقل ہونا ناگزیر تھا۔ صوبائی مسلم لیگ کے ارکان بڑی آسانی سے غیر جانبدارانہ رہ سکتے تھے۔ اور اگر وہ چاہتے تو اس کی کھل حمایت کر سکتے تھے۔ کیونکہ اسکے لئے خود لیگ کی قرارداد میں جواز مہیا کر دیئے گئے تھے۔

لیگیوں کی طرف سے پوسٹر

اس صورت حال کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ مسلم لیگ کے ارکان کھلم کھلا مطالبات کی حمایت کا اعلان کرنے لگے۔ مطالبات کے حق میں پوسٹروں اور چھوٹے اشتہاروں کا جو سیلاب آ گیا۔ اس میں لیگ کے اہم عہدیداروں اور لیگی ارکان اسمبلی کے نام جلی حروف میں آنے لگے۔ تنہا جولائی کے مہینے میں ایسے پانچ پوسٹر شائع ہوئے۔ ان میں سے ایک کا عنوان یہ تھا۔ "ختم نبوت کے مسئلہ پر مسلمان اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہا دیگا"۔ یہ پوسٹر مجلس احرار اسلام لائلپور کے شعبۂ نشر و اشاعت کی طرف سے شائع ہوا تھا۔ اور اس کے نیچے چوہدری عزیز الدین ایم۔ ایل۔ اے صدر ڈسٹرکٹ مسلم لیگ لائلپور، رکن مجلس عاملہ صوبہ مسلم لیگ پنجاب، شیخ بشیر احمد صدر شہری مسلم لیگ، ارکان اسمبلی کے دستخط تھے۔ اسی طرح ایک اور پوسٹر ادارہ تحفظ ختم نبوت کی جانب سے شائع ہوا۔ اس میں مطالبہ کیا گیا تھا کہ تحریک میں حصہ لینے والوں کو رہا کیا جائے۔ اور شہدائے ملتان کی موت کے اسباب کی تحقیقات کی جائے۔ اس کے نیچے ذیل کے افراد نے دستخط کئے۔ ڈاکٹر علی محمد صدر مسلم لیگ سمندری۔ چوہدری علی شیر جنرل سیکرٹری مسلم لیگ لائلپور، حکیم منصف علی رکن مجلس عاملہ مسلم لیگ لائل پور۔ چوہدری خدا بخش رکن مجلس عاملہ مسلم لیگ سمندری۔ چوہدری محمد علی مجاہد سمندری۔ چوہدری محمد یعقوب سمندری۔ چوہدری عنایت اللہ سمندری۔ تیسرا پوسٹر ذیل کے افراد کی طرف سے تھا۔ محمد عاشق خاں جنرل سیکرٹری شہری مسلم لیگ قصور۔ سید حسن علی شاہ ہمدانی کونسلر مسلم لیگ قصور اور میاں خادم حسین رکن مجلس عاملہ مسلم لیگ قصور۔ چوتھا پوسٹر جھنگ سے شائع ہوا جس پر ذیل کے افراد کے دستخط تھے حکیم محمد معین الحق سیکرٹری پرائمری مسلم لیگ گھسیانہ حکیم عباس علی خان رکن مجلس عاملہ مسلم لیگ گھسیانہ سید غلام عباس علی شاہ صدر پرائمری مسلم لیگ ... چبرکہ۔ حاجی اللہ جوایا کونسلر مسلم لیگ گھسیانہ ماسٹر اللہ دتہ کونسلر مسلم لیگ گھسیانہ۔ میاں غلام قادر رکن مسلم لیگ گھسیانہ۔ میاں نذیر حسین کونسلر مسلم لیگ گھسیانہ۔ میاں احمد دین ... مسلم لیگ گھسیانہ۔ چوہدری دوست محمد ... مسلم لیگ گھسیانہ۔ میاں میراں بخش جائنٹ سیکرٹری مسلم لیگ گھسیانہ۔ میاں خادم حسین سالار ضلع مسلم لیگ جھنگ۔ میاں رحمت اللہ کنوینر پرائمری مسلم لیگ گھسیانہ۔ مجلس تحفظ ختم نبوت شیخوپورہ کی جانب سے "متفقہ مطالبات" کے عنوان سے ایک پوسٹر شائع ہوا جس پر عطا محمد خیر دین چشتی۔ محبوب الہی۔ محمد شریف۔ محمد اسلم۔ عبدالرحیم امین گیلانی۔ ناصر قریشی اور چوہدری مشتاق احمد کے جو شہری مسلم لیگ شیخوپورہ کے کونسلر اور مجلس عاملہ کے رکن ہیں دستخط تھے۔ انہوں نے مطالبات کی تائید کی تھی۔ اور دفعہ ۱۴۴ کے تحت صادر ہونے والے احکام کو "مداخلت فی الدین" قرار دیتے ہوئے انہیں واپس لینے کا مطالبہ کیا تھا۔ اسی تنظیم کی طرف سے اسی موضوع پر ایک پوسٹر بھی شائع کیا گیا۔ جس پر چوہدری عبدالغنی ایم۔ ایل۔ اے کونسلر پاکستان مسلم لیگ حاجی محمد علی ایم۔ ایل۔ اے۔ چوہدری لال خاں صدر ڈسٹرکٹ مسلم لیگ شیخوپورہ اور چوہدری محمد ابراہیم صدر سٹی مسلم لیگ شیخوپورہ کے دستخط تھے۔

لیگی کارکنوں کی فرد عمل

مسلم لیگی کارکنوں نے رضا کار بھرتی کرنے اور فنڈ جمع کرنے میں حصہ لیا۔ ان میں سے بعض اضلاعی راست اقدام کمیٹیوں کے رکن یا ڈکٹیٹر بنے اور فسادات شروع ہونے پر پوری طرح تحریک میں کود پڑے۔ مسلم لیگ کے تقریباً ۲۸ کارکنوں نے تحریک میں حصہ لیا۔ ان کی تفصیل مسٹر احمد حسین سپرنٹنڈنٹ پولیس کی تیار کی ہوئی ایک فہرست میں درج ہے۔ جو اضلاع سے موصول ہونے والی سرکاری اطلاعات کی بنا پر شمار سے مرتب کی گئی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ میانوالی کے سوا ہر ضلع متاثر ہوا تھا۔ ذیل کے جدول سے معلوم ہو جائے گا۔ کہ ہر ضلع کے کتنے کارکن متاثر ہوئے۔

لاہور ۲۶ سیالکوٹ ۸ شیخوپورہ ۲۱ گجرات ۲۷ سرگودھا ۸ جہلم ۵ راولپنڈی ۹ کیمبل پور ۱۲ منٹگمری ۵ جھنگ ۱۸ ڈیرہ غازی خاں ۱۰ مظفر گڑھ ۳ ملتان ۲ گوجرانوالہ ۱۲ لائل پور ۶۱۔

ان میں سے بعض نے نہ صرف جلسوں میں حصہ لیا بلکہ ایسے ہجوموں کی قیادت کی۔ جو تشدد پر مائل تھے۔ دفعہ ۱۴۴ کے تحت احکام کی خلاف ورزی کی اور تحریک کی مالی امداد کے لئے فنڈ فراہم کئے اس فہرست میں جن لوگوں کے نام آتے ہیں ان میں مسلم لیگ کی مختلف تنظیموں کے صدر، سیکرٹری، نائب صدر، نائب صدر، سیکرٹری۔ خزانچی اور دوسرے عہدے دار سبھی شامل ہیں۔ ان میں سے چار صوبہ مسلم لیگ کے کونسلر۔ پانچ مسلم نیشنل گارڈ کے ارکان۔ دو ایڈووکیٹ اور ایک اردو روزنامے کا ایڈیٹر بھی شامل تھا۔ ان میں سے ۱۴ کو پنجاب پبلک سیفٹی ایکٹ کی دفعہ (۳) ۳، چھ کو اس قانون کی دفعہ (۲۱)، گیارہ کو دفعہ ۱۸۸ ضابطہ فوجداری چھ کو مارشل لاء ریگولیشنز اور ایک کو تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۱۵۲۔ الف کے تحت گرفتار کیا گیا۔ ان میں سے دو مفرور رہ گئے۔ اور ایک کو تنبیہ کے بعد چھوڑ دیا گیا۔ ایک نمبردار تھا۔ جسے اس عہدے سے برخواست کیا گیا۔ اور ایک کے ریوالور کا لائسنس معطل کر دیا گیا۔

لیگ کی طرف سے حوصلہ افزائی

صوبائی لیگ نے ان تمام سرگرمیوں پر کسی اضطراب و تشویش کا اظہار نہیں کیا۔ اور ہمارے سامنے جو ضخیم ریکارڈ پیش کیا گیا ہے۔ اس میں کہیں بھی اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ملتا کہ صوبائی لیگ نے ان سرگرمیوں کی کہیں بھی مذمت کی ہو۔ فی الحقیقت بعض حلقوں نے تو یہ بھی کہا ہے۔ کہ تحریک کو صوبائی مسلم لیگ کی حمایت و تعاون حاصل تھا۔

مطالبات اگرچہ احمدیوں کے متعلق تھے۔ لیکن وہ حکومت کے خلاف تھے۔ ان دنوں جیسا کہ اب بھی ہے مسلم لیگ برسر اقتدار تھی۔ ہمارے لئے یہ سمجھنا مشکل ہے کہ جو لوگ مسلم لیگ کے ڈسپلن کے پابند ہوں۔ وہ ایسی تحریک یا راست اقدام کی مہم میں کس طرح حصہ لے سکتے ہیں؟ مزید برآں جماعت سے وفاداری کے اس واضح اقدام کی وضاحت نہیں کی گئی۔ اس سلسلہ میں گوجرانوالہ اور سرگودھا کے واقعات مخصوص حیثیت کے حامل ہیں۔ ہم نے ان مقامات کے بعض مسلم لیگیوں سے وضاحت بھی طلب کی ہے۔ اس ضمن میں ہماری مساعی کا ماحصل حسب ذیل ہے:۔

ڈپٹی کمشنر گوجرانوالہ نے اپنے بیان میں لکھا ہے:۔

"شہری مسلم لیگ میں جو گروہ برسر اقتدار ہے اس نے قانون شکنی کی حمایت اور قانون کے اقدام کی مذمت کرتے ہوئے ان گرفتار شدہ فسادیوں کی رہائی کا مطالبہ کیا۔ جنہوں نے عام اجتماعوں پر پابندی کے احکام کی خلاف ورزی کی تھی۔ اس سلسلہ میں ایک قرارداد بھی منظور ہوئی۔ اور پوسٹر شائع کیا گیا۔ بظاہر مسلم لیگ کے عہدیدار صورت حال کے تقاضوں سے عہدہ برآ نہ ہو سکے۔ اور لیگ ہی میں اپنے مخالف گروہ شیخ برکت علی شیخ محمد عاشق وغیرہ کے ہاتھ سے تمام قیادت چھیننے کی امید پر تحریک چلانے والوں سے

مجھے زبردستی مسجد کے اندر لے جایا گیا اور دھمکی دیکر دستاویز پر دستخط کرائے گئے (منظور حسن سیکرٹری سٹی مسلم لیگ گوجرانوالہ)

ل گئے؟"

مسٹر منظور حسن پنجاب اسمبلی کے رکن ہیں وہ مسلم لیگ ہی کے ٹکٹ پر منتخب ہوئے تھے۔ وہ سٹی مسلم لیگ گوجرانوالہ کے سیکرٹری بھی ہیں۔ وہ ایڈووکیٹ ہیں۔ اور اس حیثیت سے ان ملزموں کی پیروی کرتے رہے جن پر مساجد میں غیر مذہبی نوعیت کے اجتماعات پر پابندی کے احکام کی خلاف ورزی کے مقدمات چل رہے تھے۔ جیسے کہ پہلے کہا جا چکا ہے۔ ۲۰ جون ۱۹۵۲ء کو احرار کے بعض سرکردہ رہنماؤں نے نماز جمعہ کے بعد گوجرانوالہ کی مسجد شیرانوالہ باغ میں جلسہ عام سے خطاب کیا۔ اس جلسہ کا اعلان ایک روز پہلے اسی انداز سے ہو چکا تھا۔ جس طرح عموماً عوامی جلسوں کا اعلان ہوتا ہے۔ اس کا انعقاد بھی جمعہ کے بعد ہوا۔ شہری مسلم لیگ گوجرانوالہ کے ایک اجلاس میں مسٹر منظور حسن نے ایک قرارداد میں ان افراد کی رہائی کا مطالبہ کیا تھا جنہیں ۲۰ جون کی نماز جمعہ کے بعد ہونے والے اجتماع کا اہتمام یا اس سے خطاب کرنے یا دفعہ ۱۴۴ کے تحت احکام کی تعمیل کا مطالبہ کرنے کے الزامات میں گرفتار کیا گیا تھا۔

انہیں اس عدالت میں ۷۹ ویں گواہ کی حیثیت طلب کیا گیا تھا۔ ان کے بیان کا متعلقہ حصہ حسب ذیل ہے:۔

سوال - آپ نے تحریری بیان میں کہا ہے کہ ایک ایسی پارٹی آپ کی مخالف تھی۔ جو ڈپٹی کمشنر اور سپرنٹنڈنٹ پولیس کی منظور نظر تھی۔ ازراہ کرم اس پارٹی کے ارکان کے نام بتایئے؟

جواب - گواہ نے بعض افراد کے نام گنوانے کے بعد کہا ان میں سے سیٹھ غلام قادر سیٹھ محمد عبداللہ شیخ برکت علی اور شیخ عاشق حسین مسلم لیگ کے رکن ہیں۔

حکومت کی مذمت

سوال - کیا آپ جانتے ہیں۔ کہ یہ قرارداد منظور کر کے آپ حکومت کی مذمت کر رہے تھے؟

جواب - میں نے یہ بات محسوس نہیں کی۔ کہ دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری کی خلاف ورزی کے الزام میں گرفتاریوں کی مذمت کر کے میں خود حکومت کی مذمت کر رہا تھا۔

سوال :۔ دفعہ ۱۴۴ کے تحت احکام کی خلاف ورزی کرنے پر کون گرفتار ہوئے؟

جواب: صاحبزادہ فیض الحسن، ان کا بیٹا جس کا نام مجھے معلوم نہیں۔ مولوی عبدالواحد اور بعض دوسرے افراد ان گرفتار ہونے والوں میں سے اکثر احراری تھے۔

سوال: جب ان کا مقدمہ عدالت میں پیش ہوا تو کیا آپ نے ان کی وکالت کی؟

جواب :۔ میں پیشہ کے اعتبار سے وکیل ہوں۔ اور جب صاحبزادہ فیض الحسن کے بیٹے اور مولوی عبدالواحد کا مقدمہ عدالت میں پیش ہوا۔ تو میں نے اُن کی وکالت کی۔

سوال :۔ کیا ان میں کوئی الزام تھا کہ ان میں سے کسی نے دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری کی خلاف ورزی کرتے ہوئے تقریر کی ہے؟

جواب: عدالت میں پولیس کی پہلی اطلاع کی رپورٹ پیش کی گئی تھی۔ اس لئے مجھے معلوم نہیں کہ ان پر یہ الزام تھا یا نہیں۔ میں نے یہ ضرور سنا تھا کہ صاحبزادہ فیض الحسن نے دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری کے تحت ایک حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے تقریر کی ہے۔ مجھے یہ بات تسلیم نہیں کہ انسان مسجد میں جو تقریر چاہے کر سکتا ہے۔ صاحبزادہ فیض الحسن نے مسجد میں تقریر کی تھی۔

سوال - اگر آپ یہ اصول درست نہیں سمجھتے کہ انسان کو مسجد میں ہر قسم کی تقریر کا حق حاصل ہے اور آپ کو یہ بھی معلوم نہیں۔ کہ صاحبزادہ فیض الحسن نے کس قسم کی تقریر کی۔ تو آپ نے اس قرارداد کے حق میں ووٹ کیوں دیا۔ جس میں ایسی ہی تقریر پر صاحبزادہ فیض الحسن کی گرفتاری کی مذمت کی گئی تھی؟

جواب - مساجد میں ہونے والی کسی کارروائی پر دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری کے تحت احکام صادر ہونے کے ہم خلاف تھے۔

سوال :۔ کیا آپ نے قرارداد پیش کرنے سے پہلے صوبہ صدر مسلم لیگ سے مشورہ کیا تھا؟

جواب :۔ جی نہیں۔ اگلے روز صبح مجھے میری مرضی کے خلاف گوجرانوالہ سے لے جا کر پنڈی بھٹیاں میں ڈال دیا گیا۔

سوال :۔ آپ گوجرانوالہ کب واپس آئے؟

جواب :۔ ۱۲ (؟) سے اگلے روز۔

سوال :۔ کیا آپ نے کسی جلوس کی قیادت کی؟

جواب :۔ میں نے اپنی مرضی سے کسی جلوس کی قیادت نہیں کی۔ ۷ مارچ کو جب میں پنڈی بھٹیاں سے لوٹا۔ تو گھنٹہ گھر کے قریب مجھے تیس چالیس لڑکوں کا ایک بہت بڑا جلوس دکھائی دیا۔ ایجی ٹیشن کرنے والوں نے مجھے ٹرک پر بٹھا لیا جو مجھے کوتوالی پولیس سٹیشن کے قریب ایک مسجد کے باہر لے گیا۔

سوال :۔ کیا آپ پھر مسجد کے اندر گئے؟

جواب :۔ مجھے زبردستی مسجد کے اندر لے جایا گیا اور دھمکی دے کر اس دستاویز پر دستخط لے لئے گئے کیا وہ مجلس عمل کا حلف نامہ تھا؟

جواب :۔ حلف نامہ مجلس عمل کا تیار کیا ہوا تھا۔

سوال :۔ کیا فسادات کے آغاز سے قبل مسلم لیگ نے کبھی کوئی ایسا جلسہ عام کیا جس سے احرار نے خطاب کیا ہو؟

جواب :۔ ۱۹۵۰ء کے آغاز میں گوجرانوالہ میں ایک دفاع کانفرنس ہوئی۔ جو مختلف جماعتوں نے منعقد کرائی تھی۔ ان میں مجلس احرار اسلام لیگ۔ جناح عوامی لیگ اور جماعت اسلامی بھی شامل تھیں۔

سوال :۔ کیا ۲۷ جون ۱۹۵۲ء کو "یوم مطالبات" پر کوئی جلسہ عام ہوا؟

جواب :۔ اس تاریخ کے لئے ایک جلسہ کا اعلان ہوا تھا۔ لیکن دفعہ ۱۴۴ کے تحت صادر ہونے والے ایک حکم کے باعث اسے منسوخ کر دیا گیا۔

سوال :۔ اطلاع یہ ہے کہ مسجد شیرانوالہ باغ کے اندر یہ جلسہ ہوا۔ جس میں صاحبزادہ فیض الحسن۔ شیخ حسام الدین اور ماسٹر تاج الدین انصاری نے تقریریں کیں اور وہ سبھی گرفتار ہوگئے؟

جواب :۔ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے مسجد شیرانوالہ باغ کے اندر جمعۃ الوداع کے موقع پر ایک جلسہ ہوا۔ کیونکہ دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری کے تحت ایک حکم کی رو سے عوامی جلسوں پر پابندی لگ چکی تھی۔ اس جلسہ میں جن لوگوں نے تقریریں کیں۔ ان میں صاحبزادہ فیض الحسن شیخ حسام الدین اور ماسٹر تاج الدین انصاری شامل تھے۔

سوال :۔ کیا آپ کو یقین ہے کہ جس مقدمہ میں آپ کو وکیل کیا گیا۔ وہ اسی موقع پر ہونے والی تقریروں کے سلسلے میں تھا؟

جواب :۔ ہاں یہ مقدمہ انہیں تقریروں کے سلسلہ میں تھا۔

سوال :۔ کیا آپ کو یاد ہے کہ مولانا اختر علی خاں نے اس تحریک کے سلسلے میں گوجرانوالہ کے کسی جلسہ عام میں تقریر کی؟

جواب - جی ہاں۔

سوال :۔ جلسے کی دعوت کس نے دی تھی؟

جواب :۔ یہ دعوت میں نے شہری مسلم لیگ کے صدر کی حیثیت سے نہیں بلکہ مولانا سے ذاتی مراسم کے پیش نظر دی تھی۔

سوال :۔ کیا کسی مسلم لیگی کارکن نے پبلک پلیٹ فارم پر اس تحریک کی مذمت کی؟

جواب - تحریک کی نوعیت میں پُر جوش جذبات کے باعث ایسا کرنا ممکن نہ تھا۔

"لیگی رہنماؤں کی مجبوری"

سوال :۔ کیا مسلم لیگ کے کسی عہدہ دار یا سرکردہ رکن نے تحریک میں اپنی مرضی سے حصہ لیا؟

جواب :۔ جی نہیں ایسا نہیں ہوا۔ البتہ بعض کو حصہ لینے پر مجبور کر دیا گیا تھا۔

سٹی مسلم لیگ۔ گوجرانوالہ کے صدر مسٹر آفتاب احمد نے ذیل کی شہادت دی۔

سوال :۔ کیا مسلم لیگ نے من حیث الجماعت یا اس کے کسی راہنما نے تحریک کی کھلم کھلا مذمت کی؟

جواب :۔ نہیں صوبہ مسلم لیگ نے ایسی کوئی ہدایات نہیں دی تھیں۔ لیکن انہوں نے کہا تھا۔ کہ انہیں مرکز سے کوئی ہدایات موصول نہیں ہوئیں انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ مرکز سے تحریک کو کچل دینے کی ہدایات آ جائیں۔ تو کم از کم پنجاب کو ان کی تعمیل میں تامل نہیں ہوگا...... انہوں نے جو اصل لفظ استعمال کئے۔ ان کا ترجمہ یہ ہے۔ "پنجاب میں تحریک کو دو منٹ میں ختم کر سکتا ہوں۔ مگر مجھے خواجہ صاحب کرنے نہیں دیتے بہرحال چونکہ مرکز یا صوبہ سے کوئی ہدایات نہیں ملیں۔ اس لئے ہم کھلم کھلا اس تحریک کی مذمت نہیں کر سکتے تھے۔

سوال :۔ ان آدمیوں یعنی سٹی مسلم لیگ میں مسٹر آفتاب احمد اور مسٹر منظور حسن کی پارٹی کی مخالفت کرنے والے لوگوں کی حوصلہ افزائی کرنے سے ضلعی حکام کا مدعا کیا تھا۔

جواب - اس ٹولی کا دستور ہمیشہ سے یہی ہے کہ وہ افسروں کی خوشامد میں لگی رہتی ہے ضلعی حکام بھی اس پارٹی کی مدد کر کے ہر دلعزیز ہونا چاہتے تھے۔ جو ان کے خیال میں تحریک چلا رہی تھی۔ ضلعی حکام مقامی مسلم لیگ کو پسندیدگی کی نگاہ سے نہیں دیکھتے تھے۔ اور ان کی پالیسی یہ تھی کہ ایک حریف پارٹی قائم کریں۔

سوال :۔ ضلعی حکام مقامی مسلم لیگ کے خلاف کیوں تھے۔

جواب - اس لئے کہ مسلم لیگ مقامی نظم و نسق پر تنقید کیا کرتی تھی۔

قاضی مریدا احمد لیجسلیٹو اسمبلی کے رکن ہیں وہ مسلم لیگ کے ٹکٹ پر منتخب ہوئے تھے۔ وہ کل پاکستان مسلم لیگ کونسل کے بھی رکن ہیں۔ ان کے مقام و منصب کی وضاحت ان جوابوں سے ہو جاتی ہے۔ جو انہوں نے ہمارے استفسار کے دیئے۔

سوال :۔ آپ نے کس ٹکٹ پر انتخاب لڑا؟

جواب مسلم لیگ کے ٹکٹ پر۔

سوال :۔ کیا اس سے پہلے آپ کبھی صوبائی اسمبلی کے انتخاب کے لئے کھڑے ہوئے؟

جواب :۔ جی نہیں

پنجاب مسلم لیگ کے ایک سرکردہ رکن مجلس عمل سرگودہا کے صدر تھے انہوں نے مطالبات کے حق میں حکومت کے خلاف بڑی سخت تقریریں کیں

سوال:- اگر آپ کو مسلم لیگ کا ٹکٹ نہ ملتا تو کیا آپ کے منتخب ہونے کا کوئی امکان تھا؟

جواب:- لیگ ٹکٹ نہیں دیتی اور مجھے آزاد امیدوار کی حیثیت سے کھڑا ہونا پڑتا تو میرا خیال ہے کہ میں پھر بھی کامیاب ہو جاتا۔

سوال:- آپ کی زمین کتنی ہے۔

جواب:- بیس کنال۔

سوال:- آپ کا ذریعہ معاش کیا ہے

جواب:- گرفتاری کی تاریخ تک غلہ کا آڑھتی تھا۔

سوال:- آپ کو اس کا لائسنس کس نے دیا؟

جواب:- ضلعی حکام نے۔

سوال:- آپ کتنا انکم ٹیکس ادا کرتے ہیں؟

جواب:- کچھ بھی نہیں۔

ارشادات

یہ گواہ مجلس عمل سرگودہا کے صدر تھے اور تحریک میں سرگرمی سے اس زمانے میں بھی حصہ لیتے رہے۔ جب قرارداد راست اقدام کے تحت پروگرام زیر عمل آ رہا تھا۔ گواہ نے مجلس عمل کے لئے چندے جمع کئے اور مطالبات کی حمایت میں حکومت کے خلاف بڑی سخت تقریریں کیں۔ ان جلسوں میں وہ جس قسم کی باتیں کہتے رہے انہیں ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

”حیا ہے۔ کہ نیلا اور ڈپٹی کمشنر کو اپنا حاکم مت تصور کرو۔ ان سے لڑو مت۔ [illegible] کوئی پرواہ نہ کرو۔“

”محمد علی (یعنی موجودہ وزیراعظم) مسئلہ کشمیر کے حل کے لئے دہلی گئے ہوئے ہیں لیکن وہ اپنی بیگم ام المومنین ہی کو کشمیر کیوں نہیں دے دیتے۔ وہ خود بھی تو امیر المومنین ہیں۔ خوب ام المومنین دہلی [illegible] گئیں۔ وہاں زیر بحث مسئلہ ۳۵ لاکھ افراد کی مرگ و زیست کا تھا۔ لیکن ان کے چہرے دیکھنے کے انگوٹھے پر ذرا سی خراش کا آنا تھا کہ وہ بھاگ کر کراچی چلی آئیں۔

۳۵ لاکھ مسلمان کشمیریں موت سے دوچار ہیں اور یہ شخص (یعنی موجودہ وزیراعظم) اپنے آپ کو پنڈت نہرو کا چیلا ثابت [illegible] رہے [illegible] ستا ہیں [illegible] باتیں [illegible]

اس تقریر میں انسروں کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ سب بدخلق اور بد اخلاق ہیں۔ وہ قمار بازی اور شراب نوشی کرتے ہیں۔

انہوں نے کہا ایک مرتبہ میں نے وزیر اعلیٰ مسٹر دولتانہ سے کہا کہ ایک ضلع کا ڈپٹی کمشنر راتوں کو جوا کھیلتا ہے۔ اور دن کو کچہری میں اونگھتا رہتا ہے۔ بارہ لاکھ عوام کا یہ نمائندہ قمار باز اور زانی ہے۔ اور اس کا کردار بڑا عیاشانہ ہے۔ مگر وہ صاحب بہادر ہے اس شکایت کے بارے میں کچھ بھی نہ کیا گیا۔

عدالت میں انہوں نے جو شہادت دی ہم اس کی طرف پھر آتے ہیں۔

سوال:- صوبہ مسلم لیگ کونسل میں جو قرارداد پیش ہوئی۔ آپ نے اسے کب مرتب کیا تھا؟

جواب:- یہ قرارداد کونسل کے اجلاس سے دس پندرہ روز پہلے مرتب کی گئی تھی۔

سوال:- کیا آپ نے اسے مرتب کرتے وقت کسی سے مشورہ کیا تھا؟

جواب:- نہیں۔ یہ میرا انفرادی فعل تھا

سوال:- کیا آپ کو اس بات کا علم تھا کہ یہ قرارداد خطرناک امکانات لئے ہوئے تھی

جواب:- نہیں۔ جو قرارداد میں پیش کر رہا تھا اس میں مجھے کوئی خطرہ نظر نہ آتا تھا۔

سوال:- کیا آپ ڈائرکٹ ایکشن کے معانی سمجھتے ہیں؟

جواب:- مجھے ڈائرکٹ ایکشن کے [illegible] تو کچھ معلوم نہیں۔ لیکن جو کچھ کیا جاتا تھا۔ وہ ”راست اقدام“ تھا۔

سوال:- راست اقدام کے الفاظ آپ نے سب سے پہلے کب سنے؟

جواب:- یہ مجھے یاد نہیں۔

سوال:- آپ ”راست اقدام“ کے الفاظ سے کس سلسلے میں آگاہ ہوئے۔

جواب:- میں نے اخبارات میں پڑھا کہ مرکزی مجلس عمل نے یہ قرارداد منظور کی ہے کہ مطالبات نہ مانے گئے تو وہ راست اقدام کرے گی۔

سوال:- آپ نے راست اقدام کا مطلب کیا سمجھا؟

جواب:- میں نے اس کا مطلب یہ سمجھا کہ جلوس اور جلسے کئے جائیں گے اور اس سلسلے میں اخلاقی حکام سے ملے گئے وفد بھیجے گئے۔ البتہ غیر آئینی ذرائع اختیار نہیں کریں گے۔

سوال:- کیا راست اقدام کی قرارداد سے پہلے حکومت اور سرکاری افسروں سے وفد نہیں ملتے رہے تھے۔ اور صوبہ بھر میں تقریباً ہر جگہ مطالبات کی حمایت میں تقریریں نہیں ہوتی رہی تھیں؟

جواب:- جی ہاں۔ یہ سب کچھ پہلے بھی ہوتا رہا تھا۔ لیکن راست اقدام کی قرارداد کے بعد یہی باتیں زیادہ پرزور طریق پر ہوتی تھیں۔

سوال:- کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ کا ایم ایل اے ہونے کا منصب مسلم لیگ کا رہین منت ہے؟

جواب:- جی ہاں مجھے یہ معلوم ہے

سوال:- کیا آپ کو اس کا احساس تھا کہ حکومت اس وقت مسلم لیگ کی ہے۔

جواب:- جی ہاں مجھے پوری طرح اس کا احساس تھا۔

سوال:- اگر راست اقدام کا مطلب اگر حکم عدولی کرنا یا مروجہ قانون کی خلاف ورزی کرنا ہوتا تو آپ اس تحریک میں ہرگز شامل نہ ہوتے۔

جواب:- جی نہیں۔ اگر میں راست اقدام سے وہ باتیں مراد لیتا جو عدالت پیش کر رہی ہے۔ تو اس تحریک میں شامل ہونے سے انکار کرتا

سوال:- کیا آپ اس سے متفق ہیں کہ مسلم لیگ کا کوئی طرف سے ایسا اقدام جس کا مقصد حکومت کو کمزور بنانا یا اسے گدی سے اتارنا ہو۔ لیگ سے غداری ہے۔

جواب۔ اگر معاملہ مذہبی ہو تو مجھے مسلم لیگ کی پرواہ ہوگی نہ مسلم لیگی حکومت کی۔

ان تینوں کے بیانات سے نتائج اخذ کئے جا سکتے ہیں۔ وہ حسب ذیل ہیں۔

سٹی مسلم لیگ گوجرانوالہ میں دو مخالف گروپ تھے مسٹر آفتاب احمد اور مسٹر منظور حسین کی پارٹی اور شیخ برکت علی و شیخ محمد عاشق کی پارٹی۔ اول الذکر پارٹی کو اقتدار حاصل تھا۔ اور وہ ضلع کی انتظامیہ پر کنٹرول کرنے کی متمنی تھی۔ دوسری پارٹی جسے مسلم لیگ میں اقتدار حاصل نہیں تھا۔ لیکن حکام ضلع کے حق میں تھی پہلی پارٹی کو نیچا دکھانا چاہتی تھی چنانچہ اول الذکر پارٹی نے اپنا اقتدار بحال رکھنے کی غرض سے عوام کا تعاون حاصل کرنا چاہا۔ اس پارٹی کی مقبولیت حاصل کرنے کے لئے ختم نبوت اور اس کے نتیجہ کے طور پر احمدیوں کے خلاف ایجی ٹیشن سے بہتر کونسا موقعہ میسر آ سکتا تھا چنانچہ اس پارٹی نے دفعہ ۱۴۴ کے تحت مسجدوں میں اجتماع پر عائد کردہ پابندیوں کی مذمت کرنے میں اپنے آپ کو حق بجانب سمجھا۔ اس نے ان پابندیوں کی خلاف ورزی کرنے والوں کو ہیرو کہا۔ اور ان کی رہائی کا مطالبہ کیا۔ کیونکہ یہ پابندیاں اس کے نزدیک مذہب میں مداخلت کے مترادف تھیں۔

(الفضل ۲۸ اپریل ۱۹۵۴ء)

الجماعت احمدیت بقیہ صفحہ ۹

ہے۔ پندرھویں صدی کے آخر میں پرتگیزوں نے وہاں تجارتی اڈے قائم کئے۔ لیکن سولہویں صدی کے آخر پر ڈچوں کا تجارتی دخل آیا اور بہت جلد اس نے وہاں رسوخ حاصل کر لیا۔ وہاں کے باشندے دیانتدار اچھے دوست محنتی اور قابل ملازم ہوتے ہیں۔ اپنے محبت رکھنے والوں کی خاطر ہر قسم کی قربانی کرنے سے نہیں ہچکچاتے باوجود غربت کے نہایت صفائی پسند ہیں دوسری صدی میں وہاں ہندو آئے اور اپنے ساتھ ہندو مذہب اور بدھ ازم لائے تقریباً چھ صد سال قبل عرب ملائی اور عرب تاجروں کے ذریعہ وہاں اسلام پہنچا بائیس اولیاء اللہ آئے جنہوں نے ملک بھر میں تبلیغ کی۔ ان کے معجزات اب تک زبان زد خلائق ہیں

ان میں سے بعض نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا حلیہ اور لباس بھی بیان کیا ہے۔

آپ نے یہ بھی بیان کیا کہ حکومت جاپان کے قبضہ کے دور میں آپ کو اور مکرم مولوی عبدالواحد صاحب سماٹری مبلغ کو بھی قید کر دیا گیا تھا۔ چونکہ دوسرے قیدیوں کو جس طرح وہ کہہ دیتے قتل کیا جاتا یا سخت ایذائیں دے کر موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا اس لئے انتظار کر کے معلوم کرنا چاہا کہ انجام کیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے معین تاریخ اور وقت بتا دیا۔ چنانچہ عین اسی تاریخ کو اسی وقت اچانک رہائی عمل میں آئی۔ قید میں ہمیں ایک دوسرے سے بات چیت کرنے کی اجازت نہ تھی اور نہ چلنے پھرنے کی۔ صبح پانچ بجے سے رات ۹ بجے تک ہمیں خاموشی سے بیٹھے رہنے کا حکم تھا۔ ہاں اگر [illegible]

انتقل ہو گئی تو ہم خدا کو پیارا سمجھ کر بیٹھ گئے۔ ایک دن [illegible] چند بچے ہمیں سنائے کہ وہ [illegible]

[illegible] نے سپاہی نے دیکھ لیا اور کمرہ میں آ کر ایک گھنٹہ ابھی مارا اور کہا یہ کیا کر رہے ہو [illegible]

یہ کہ عبادت کر رہے ہیں اس نے ایک ایک ڈنڈا پہلے سے زیادہ زور سے مارا

[illegible] ۱۹ [illegible]

اخبار ممالک اسلامیہ

کراچی ۱۸ مئی۔ آج یہاں ایک تقریب میں ترکی پاکستان سفارتی معاہدہ کے کاغذات کا تبادلہ ہوا۔ یہ تبادلہ گزشتہ جون میں انقرہ میں ہوا تھا۔ پاکستان کی نمائندگی چوہدری محمد ظفر اللہ خان نے اور ترکی کی نمائندہ وسفیر ترکی نے کی۔

کراچی - ۱۹ مئی۔ امریکہ اور پاکستان کے درمیان فوجی امداد کے معاہدہ پر دستخط ہو گئے جس کے تحت امریکہ پاکستان کی افواج کے لئے فوجی امداد دے گا اور پاکستانی مسلح افواج کی تربیت کر مدد دے گا۔ پاکستان کی طرف سے چوہدری محمد ظفر اللہ خان اور امریکہ کی طرف سے کراچی میں امریکی سفارت خانہ کے کونسلر نے دستخط کئے۔

لاہور - ۱۹ مئی۔ وفاقی عدالت نے گورنر جنرل کی ہدایت کی روشنی میں پنجاب کے سابق وزیر اعلیٰ میاں ممتاز دولتانہ کے خلاف الزامات کی تحقیقات کے لئے جسٹس اکرام۔ جسٹس شہاب الدین اور جسٹس شریف کو مقرر کیا ہے۔ توقع ہے کہ اس عدالت کا پہلا اجلاس ۳ جون کو ہوگا۔ میاں موصوف سے تحقیق کرانے کے لئے آج ایک آدمی کراچی روانہ ہو گیا۔

کراچی ۱۹ مئی۔ حکومت پاکستان نے مزاروں اور مقدس مقامات کی حفاظت کے متعلق بھارت اور پاکستان کے نمائندوں کے مابین طے پانے والے معاہدہ کی توثیق کر دی ہے۔ اس کے تحت دونوں ملکوں کے مذہبی اور تاریخی اہمیت کے مقامات کی حفاظت اور تقدیس کا خیال رکھا جائے گا اور مقامات اور زائرین کو سہولیات بہم پہنچائی جائیں گی۔

— ریاض ۲۰ مئی۔ مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) کی مرمت کے لئے چندہ جمع کرنے والے ایک وفد کو شاہ سعود نے ایک لاکھ دینار چندہ دیا ہے۔ کل اخراجات مرمت کا اندازہ چھ لاکھ دینار ہے۔

— کراچی ۲۰ مئی۔ کراچی کے تمام انگریزی اخبارات نیز مغربی پاکستان کے بیشتر اردو اخبارات نے بنگلہ کو سرکاری زبان قرار دیئے جانے کے اعلان کے خلاف احتجاجی ہڑتال کی۔

درخواستہائے دعا

احباب مذکورہ ذیل دوستوں کے لئے دعا فرمائیے:۔

۱۔ ڈاکٹر محمد دین صاحب وصی دیا کوٹلی میرپور ریاست جموں کے حصول تقویٰ کیلئے

۲۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب خلیل مجاہد ٹانگانیکا (مشرقی افریقہ) اور اقارب کی دینی و دنیوی بہتری کے لئے۔

۳۔ خاکسار ایڈیٹر بدر کی والدہ محترمہ اور چھوٹا بھائی ملک عصمت اللہ خان ضلع منٹگمری میں بیمار ہیں اور اہلیہ اور بڑا لڑکا قادیان میں۔

۴۔ سید فضل عمر صاحب کوٹ عبد الرحیم (اڑیسہ) کے بھائی سید محمد سرور صاحب ایم اے ایل ایل بی ... [illegible] ... امتحان میں اعلیٰ نمبر پر پاس ہوئے ہیں ہر دو کی دین و دنیا کی ترقیات کے لئے۔

فریضہ زکوٰۃ

(۱) بعض احباب غلط فہمی سے دیگر چندوں کو زکوٰۃ کا قائم مقام سمجھ لیتے ہیں یہ صحیح نہیں۔ چنانچہ جس طرح نوافل فرض نماز کے قائم مقام نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح دیگر چندے زکوٰۃ کے قائم مقام نہیں ہو سکتے۔

(۲) یہ بھی یاد رہے کہ اگر کسی کی کوئی رقم کسی ادارے یا شخص یا بنک کے پاس جمع ہو اور وہ نصاب کی حد تک پہنچ جائے اور ایک سال کا عرصہ اس پر گذر جائے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے۔

(۳) زکوٰۃ کی تمام رقوم مرکز میں آنی چاہئیں۔ بعض احباب بغیر اجازت مرکز از خود خرچ کر لیتے ہیں یہ درست طریق نہیں۔

(۴) احباب کو چاہئیے کہ اس امر پر غور کریں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں زکوٰۃ نہ ادا کرنے والوں کے متعلق کس قدر شدید وعید بیان فرمایا ہے۔

عہدیداران پر لازم ہے کہ وہ احباب کو ان مبارک ایام میں اس بارہ میں سابقہ کوتاہیوں کو دور کرنے کی طرف متوجہ کریں۔

(ناظر بیت المال قادیان)

تحریک جدید اور جماعت کا فرض

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

"اے عزیزو! تم میں سے کوئی احمدی ایسا نہیں ہونا چاہئیے جو اس تحریک میں شامل نہ ہو۔ ہر احمدی جو تحریک جدید میں حصہ لیتا ہے ... [illegible] ... سلسلہ کی ہمیشگی کو پیدا کرنے والا ہے۔ محمد کی نوبت کے سپاہی ہو۔ اگر تم شامل ہونا چاہتے ہو۔ تو تحریک جدید میں حصہ لو۔ اور اپنے وعدے سب پورے کرو۔ نیک اور شریف طبع غیر احمدیوں کو بھی اس تحریک میں شامل کرنے کی کوشش کرنی چاہئیے۔"

سو حضور کے ارشاد کے مطابق احباب خصوصاً عہدیداران و خدام پر لازم ہے کہ تحریک جدید میں شامل نہ ہونے والوں کو بھی اس میں شامل کریں۔

دوستو! اس سال چندہ تحریک جدید کے وعدے ساڑھے چھبیس ہزار روپیہ کے تھے اس وقت تک صرف ۳-۱۳-۱۲۴۲۱ روپیہ وصول ہوا ہے اگر ہم دین کو دنیا پر ترجیح دینے کے عہد کو نبھاتے ہوئے چندہ کے وعدے ایفا نہ کریں گے۔ تو سلسلہ کے تبلیغی اور تربیتی امور کس طرح سرانجام پائیں گے۔ سلسلہ کی امداد غیر مسلم نہیں کریں گے۔ یہ ثواب کا موقعہ ہمیں ہی عطا ہوا ہے۔ اور ہمیں اس کی قدر کرنی چاہئیے۔

وکیل المال تحریک جدید
قادیان

قادیان میں مدرسہ احمدیہ کا اجراء

الحمد للہ کہ قریباً سات سال کے ناگزیر تعطل کے بعد مدرسہ احمدیہ کے اجراء کی منظوری صدر انجمن احمدیہ قادیان نے دی ہے اور مدرسہ میں پڑھائی کا کام شروع کیا جا چکا ہے۔

احباب کرام اس امر سے بخوبی واقف ہیں کہ اکناف عالم میں احمدیت کا پیغام پہنچانے والے مبلغین کرام اسی مدرسہ کے فارغ التحصیل ہیں۔ ہندوستان بھر کے لئے مبلغ پیدا کرنے کے لئے یہی ایک ادارہ ہے جس نے خدا کے فضل سے اپنا کام شروع کر دیا ہے۔ جملہ احباب جماعت سے نہایت گذارش ہے کہ اس بارہ میں نظارت ہذا سے آپ کا تعاون ہی اس ادارہ کو کامیاب بنا سکتا ہے۔

جملہ پریذیڈنٹ صاحبان وسیکرٹریان تعلیم وتربیت ومبلغین کرام سے استدعا ہے کہ وہ اپنی اپنی جماعتوں اور اپنے اپنے حلقہ اثر ورسوخ میں صاحب استطاعت دوستوں کو تحریک فرمائیں کہ وہ اپنے مڈل پاس بچوں کو اس مدرسہ میں داخل کرانے کے لئے اپنے خرچ پر قادیان بھجوائیں۔ ماہوار اخراجات کا اندازہ کم از کم ۲۵ روپیہ ہے۔

جو دوست اپنے بچوں کو مدرسہ میں داخل کروانے کے لئے قادیان بھجوانا چاہیں۔ اپنی درخواستیں بچے کے جملہ کوائف تعلیمی کے ساتھ نظارت ہذا میں بھجوا دیں۔ تاکہ بچے کے قادیان آنے کی منظوری دی جا سکے۔

ناظر تعلیم وتربیت قادیان۔

پتہ مطلوب ہے

نظارت ہذا کو مکرمی مرزا نذیر احمد صاحب کا پتہ مطلوب ہے۔ موصوف تقسیم ملک کے وقت فیروزپور ریلوے ٹیلیگراف ڈیپارٹمنٹ میں تار بابو تھے۔ ممکن ہے اب ریٹائر ہو چکے ہوں۔ جناب مرزا صاحب موصوف اگر اس اعلان کو ملاحظہ فرماویں۔ یا کسی اور دوست کو ان کے موجودہ پتہ کا علم ہو۔ تو نظارت ہذا کو اطلاع دے کر ممنون فرماویں۔

(ناظر امور عامہ قادیان)

مختصر اور ضروری خبریں

گورکھپور۔ ۱۸ رمئی۔ مسٹر مگن پرشاد پارلیمنٹری سیکرٹری وزیر تعلیم یو۔ پی نے ریل گاڑی میں روشنی نہ ہونے پر سنیہ گاؤں کے ٹرین کو روک دیا۔ چنانچہ نصف گھنٹہ کے بعد جب روشنی کا انتظام ہو چکا تو وہ ٹرین میں سوار ہو گئے

دہلی۔ ۱۹ رمئی۔ راجیہ کونسل میں وزیر اعظم پنڈت نہرو نے اعلان کیا کہ حکومت ہند نے ہند و پاکستان کے نہری پانی تنازعہ کو ختم کرنے کے لئے ہندوستان نے عالمی بینک کی تجویز مان لی ہے۔ جس کے تحت پاکستان سندھ، چناب اور جہلم کا سارا پانی اور ہندوستان بیاس، راوی اور ستلج کا سارا پانی استعمال کرے گا۔ نیز ہندوستان کو ۴۰ سے ۶۰ کروڑ روپیہ بطور معاوضہ ادا کرے گا

ٹوکیو۔ ۱۸ رمئی۔ کیوٹو یونیورسٹی (جاپان) کے پروفیسر رشیڈل نے ایک بیان میں کہا ہے کہ حال ہی میں کیوٹو شہر میں جو بارش ہوئی ہے اس میں ریڈیو ایکٹو ذرات کثیر تعداد میں موجود تھے۔ ریڈیو ایکٹو بارش نے جاپان میں تشویش پیدا کر دی ہے

لندن۔ ۱۹ رمئی۔ لنڈن ٹائمز کے نامہ نگار مقیم قاہرہ کی اطلاع ہے کہ عرب ممالک کی فوجوں نے اسرائیل کے جارحانہ حملہ کے مقابلہ کے لئے باقاعدہ پلان تیار کر لیا ہے نامہ نگار نے بتایا کہ چوہدری محمد ظفر اللہ خاں کے دورۂ قاہرہ کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ مصری بری افواج کے کمانڈر نے یہ بات مان لی ہے کہ پاکستان نے اپنی ضروریات سے مجبور ہو کر ترکی سے دفاعی معاہدہ کیا ہے

دہلی۔ ۱۹ رمئی۔ لوک سبھا میں تقریر کرتے ہوئے پنڈت نہرو نے وضاحت کی کہ غیر ملکی مشنریوں کے بارہ میں حکومت ہند کا رویہ سیاسی اسباب کی بنا پر ہے مذہبی وجوہ پر نہیں ہے۔

دہلی۔ ۲۱ رمئی۔ راجہ غضنفر علی خاں ڈپٹی کمشنر پاکستان متعینہ ہند نے اپنے عہدہ سے استعفیٰ پیش کر دیا ہے۔ ان کی جگہ نیا ہائی کمشنر مقرر کیا جائے گا۔ معلوم ہوا ہے کہ وہ اپنے دہلی کی سیاسیات کی وجہ سے [illegible] ہوئے ہیں۔

دہلی۔ ۲۱ رمئی۔ ہندوستان کے وزیر زراعت نے سیٹھ گوبند داس کے بل کے جواب میں کہا کہ ہندوستان کے ۲۴۰ ملین مویشیوں میں سے تیس فی صد ناکارہ ہیں اور ہندوستان میں اتنی [illegible] نہیں کہ تمام ناکارہ مویشیوں کی پرورش کی جا سکے

جنیوا۔ ۲۵ رمئی۔ اتحادی سمجھتے ہیں کہ بھارت کے مستقل نمائندہ شری مینن نے یہاں چین اور برطانیہ کے وزراء اعظم سے ملاقات کی۔ مبصرین کا خیال ہے کہ وہ اس بات چیت میں ایشیائی مسائل کے متعلق بھارت کا نظریہ پیش کر رہے ہیں۔ شری مینن کریا اور ہندچینی کے متعلق ٹھوس تجاویز لے کر گئے تھے۔

کراچی۔ ۲۵ رمئی وزیر اعظم پاکستان اور وزیر اعلیٰ مشرقی بنگال کے درمیان ایک میٹنگ ہوئی۔ جس میں مشرقی بنگال کے حالیہ فسادات سے پیدا شدہ صورت حال پر غور کیا گیا۔ مسٹر فضل الحق کے ہمراہ کیبنٹ کے ۱ کے چار دیگر وزراء بھی تھے۔

نئی دہلی۔ ۲۵ رمئی۔ بعض اطلاعات کے مطابق مسٹر فضل الحق وزیر اعلیٰ مشرقی پاکستان نے مطالبہ کیا ہے کہ پاکستان کی مرکزی وزارت اور پارلیمنٹ کی از سر نو تنظیم کی جائے اور انتخابات کر دیئے جائیں نیز پاکستانی فوج میں بنگالیوں کو آبادی کے تناسب سے حصہ دیا جائے۔

پیرس۔ ۲۶ رمئی۔ حکومت فرانس اور بھارت کی نمائندوں کے درمیان بھارت میں فرانسیسی بستیوں کے متعلق جو بات چیت ایک ہفتہ سے ہو رہی تھی وہ بے نتیجہ رہی کیونکہ بھارت سرکار چاہتی ہے کہ ان بستیوں کو بغیر ریفرنڈم بھارت کے حوالہ کر دیا جائے۔

نئی دہلی۔ ۲۵ رمئی۔ تحقیقات پر معلوم ہوا ہے کہ دریائے ستلج کا ضرب [illegible] دوآبہ والا بند اس لئے ٹوٹا تھا کہ تعمیر کے ۴۸ گھنٹہ بعد کھول دیا گیا نیز انجینئر پانی کی اس مقدار کا صحیح اندازہ نہ لگا سکے جسے بہنا تھا۔

نارائن گنج۔ ۲۴ رمئی۔ نارائن گنج آدم جی جوٹ ملز کے جنرل منیجر نے ایک بیان میں بتایا کہ فسادات کے موقعہ پر لیبر منسٹر امین الحق جائے واردات پر موجود تھے اور مسٹر فضل الحق وزیر اعلیٰ کا یہ بیان غلط ہے کہ کوئی وزیر موقعہ پر موجود نہ تھا۔

جالندھر۔ سٹی مجسٹریٹ جالندھر نے اکالی لیڈر مسٹر تارا سنگھ کو دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کرنے پر ایک سو روپیہ جرمانہ کی سزا دی ہے۔

واشنگٹن۔ ۲۲ رمئی۔ برطانیہ نے چین کو وارننگ دی ہے کہ اگر امریکہ اور دیگر آزاد ممالک نے ہندچینی اور جنوب مشرقی ایشیا میں سیاسی یا فوجی مداخلت کی تو برطانیہ ان کا ساتھ دے گا۔

بمبئی۔ ۲۵ رمئی معلوم ہوا ہے کہ وزیر اعظم ہند پنڈت جواہر لال نہرو نے قومی قرضہ کے تحت ذاتی طور پر ایک لاکھ روپیہ کے زیورات دیئے ہیں۔ آپ نے کہا ہے کہ یہ رقم بچوں کی بہتری پر خرچ کی جائے۔

بٹالہ۔ ۲۵ رمئی۔ کرسچین کالج یونین بٹالہ کے طلباء نے کل پروٹسٹ ڈے منایا۔ انہوں نے کالے بلے لگا رکھے ہوئے تھے۔ اور وہ کالج سے دو پیریڈ غیر حاضر رہے ان کا ایک وفد شری چیپ مل کی سرکردگی میں ڈپٹی کمشنر سے ملا۔

بٹالہ۔ ۲۵ رمئی۔ پنڈت نہرو کی اپیل پر قومی قرضہ کی مہم میں آج پہلے ہی روز اناج منڈی بٹالہ میں ایک لاکھ پینتالیس ہزار کی رقم اکٹھی ہو گئی۔

کوکناڈا۔ ۲۴ رمئی فرانسیسی ہند کی بستی ینام سے لاٹھیوں سے مسلح بیسیوں غنڈوں نے کل صبح ہندوستان کے علاقہ کے سرحدی دیہات پر چھاپہ مارا۔ اور ہندوستانی شہریوں کو زدوکوب کیا۔

کالیکٹ۔ ۲۴ رمئی۔ کل یہاں ۱۲ اشخاص سنگباری سے اور دو چھرے سے زخمی ہوئے۔ جبکہ ایک جلوس نے مسجد کے قریب شور و غل کیا۔ اور ڈھول بجانے سے روکنے کی درخواست پر سنگباری شروع ہو گئی۔

کراچی۔ ۲۴ رمئی۔ پاکستان کے گورنر جنرل مسٹر غلام محمد اور وزیر اعظم مسٹر محمد علی کی شدید علالت کی وجہ سے حکومت کے بعض اہم کام رک گئے ہیں۔ ڈاکٹروں نے ان کو مکمل آرام کا مشورہ دیا ہے۔ ان کے علاوہ مسٹر سہروردی اور مسٹر فضل الحق بھی بیمار ہیں۔

سنگاپور۔ ۲۳ رمئی۔ ایک چینی سکول کے طلباء نے حکومت کی پالیسی کے خلاف احتجاجی ہڑتال کر دی۔ پولیس نے ان طلباء کا محاصرہ کر رکھا ہے۔ اور ان کو بھوکا مار رہی ہے تاکہ وہ اسی طرح ہتھیار ڈال دیں۔

سینوئی۔ فرانسیسی [illegible] ہند چینی [illegible] کہ باوجود [illegible] کی پیشقدمی نہیں رک سکی۔ اور اب ویٹ منہ فوجیں ہنوئی سے صرف ۱۵ میل دور رہ گئی ہیں۔ فرانس دریائے سرخ کے ڈیلٹا میں اپنی طاقت بڑھا رہا ہے۔

نئی دہلی۔ ۲۳ رمئی۔ امریکی سفیر متعینہ ہند نے امریکہ کے تین ہفتہ دورہ سے واپس آنے پر بیان دیا ہے کہ امریکہ کے سرکاری اور غیر سرکاری لوگ ہندوستان کی سیاسی اور اقتصادی ترقی میں گہری دلچسپی لیتے ہیں۔

ٹوکیو۔ ۲۳ رمئی۔ جاپان میں کل پھر گرم مینہ برسنے سے جاپانی سائنسدانوں کو تشویش لاحق ہو گئی ہے۔ جاپانی سائنسدانوں کا خیال ہے کہ امریکہ اور روس کے ایٹمی تجربات نے جاپان کو اپنی زد میں لے لیا ہے۔ اس صورت حالات پر سائنسدانوں کی ایک کانفرنس غور کرے گی۔

قاہرہ۔ ۲۴ رمئی۔ کرنل ناصر اور میجر صالح سلیم نے اعلان کیا ہے کہ مصر مغربی طاقتوں کی مجوزہ دفاعی کمان میں شامل نہ ہوگا۔

رنگون۔ ۲۴ رمئی معلوم ہوا ہے کہ حکومت امریکہ نے ہندوستان کی طرح برما کو بھی امداد کی پیشکش کی ہے۔

دہلی۔ ۲۴ رمئی۔ دہلی کی ۱۷ لاکھ آبادی روزانہ ۱۶ ہزار من سبزی استعمال کرتی ہے اس سبزی کا بڑا حصہ یوپی اور پنجاب سے آتا ہے۔

سرینگر۔ ۲۴ رمئی۔ بخشی غلام محمد وزیر اعظم کشمیر نے نیشنل کانفرنس کے لیڈروں میں پھوٹ پڑ گئی ہے۔ آپ نے کہا موجودہ لیڈروں میں اس کا امکان ہی نہیں ہے۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔